مسلسل اشاعت کے ۳۸ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ : ۱۰ جلد : ۱۴

شوال المکرم ۱۴۳۱ھ ستمبر/اکتوبر 2010

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلیؓ

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى

إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

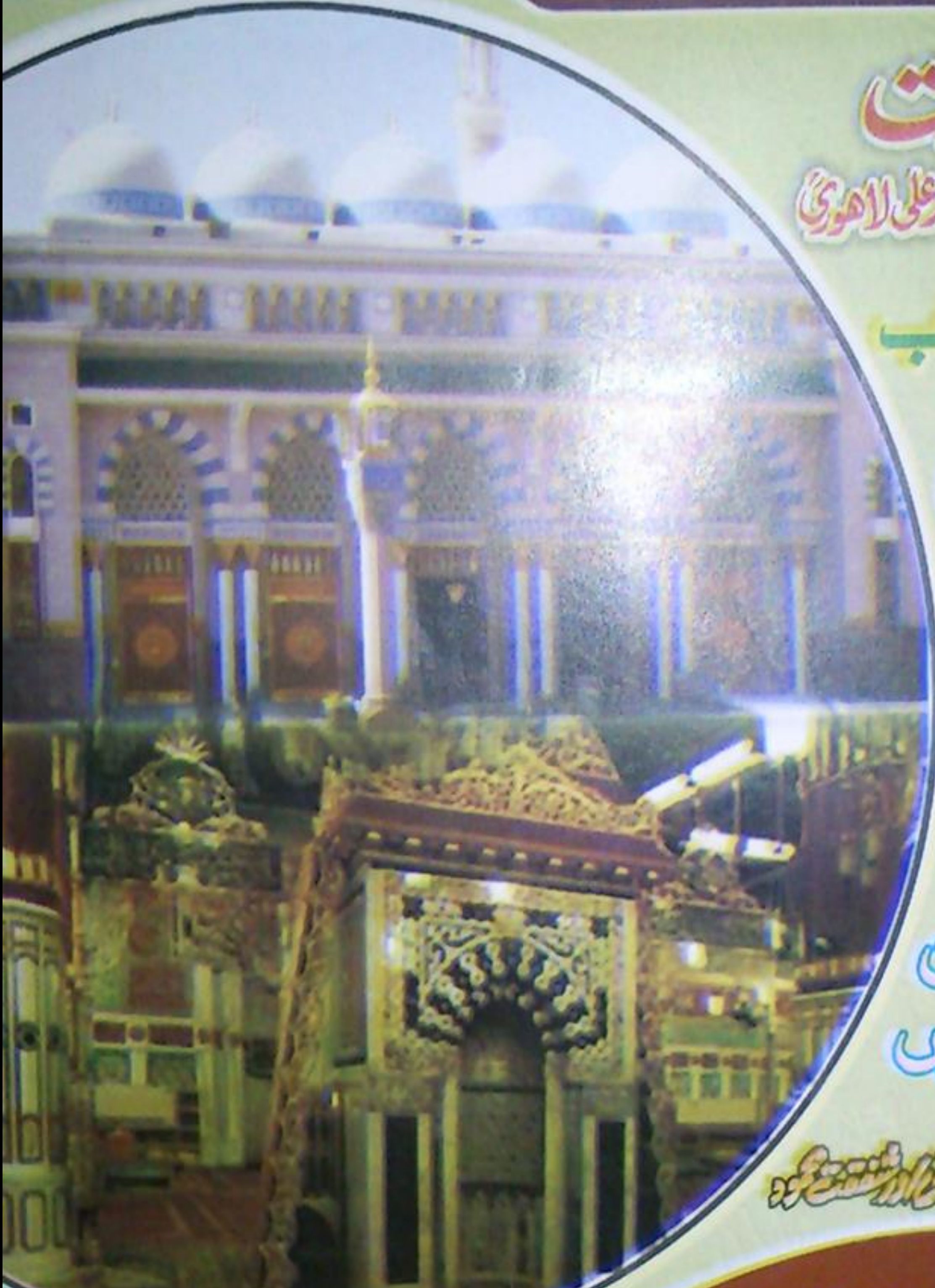

ملفوظات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

سیلاب یا عذاب

دیا اور بجھا

مدارس کیلئے

ڈائریکٹر

صدر پاکستان کی خدمت میں

میاں نواز شریف — قادیانی نواز اور شفقت محمود

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: 10 ○ جلد: ۱۴

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذیر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب

نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

سیلاب یا عذاب؟	مولانا اللہ وسایا	3
حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی یاد میں نمبر کی تیاری	〃	5

مقالات ومضامین

سیدنا علی المرتضیٰؓ ...... حیات وخدمات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	6
عذاب الٰہی اور اس کے اسباب	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق	13
میر کارواں کی رحلتؒ	مولانا اللہ وسایا	17
اک دیا اور بجھا	حضرت مولانا عبدالمجید ندیم	25
ملفوظات ...... شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ	محمد بن یامین کمبوہ	28
ارباب مدارس کے لئے چند قابل غور امور	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری	31

رد قادیانیت

مرزائیت کے ماخذ اور اصول مذہب	مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ	38
میاں نواز شریف ...... قادیانی اور شفقت محمود	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری	45
خطاب ...... شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان	جناب ساجد اعوان	48
صدر پاکستان کی خدمت میں	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق	51

متفرقات

تبصرہ کتب	ادارہ	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

سیلاب یا عذاب؟

شعبان المعظم کے آخری عشرہ سے ملک میں سیلاب کی تباہ کاریوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ رمضان المبارک کا پورا ماہ یہ سلسلہ جاری رہتا نظر آرہا ہے۔ عید کے بعد کب تک اس کی تباہ کاریوں کے نتائج سے واسطہ رہے گا۔ یہ آنے والا وقت بتائے گا۔

قارئین کرام! اس سیلاب میں بعض مثبت ومنفی صورتحال سامنے آئی۔ آج کی مجلس میں ان دونوں کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے آپ کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم اس وقت کہاں کھڑے ہیں۔ اس عمومی بلائے ناگہانی سے ہم سب نے سبق نہ سیکھا، یا عبرت حاصل نہ کی۔ تو ہماری حیثیت مجرم سے بڑھ کر باغی کی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمام باشندگان وطن کو اس صورتحال سے محفوظ فرمائیں۔ آمین! اس سیلاب میں جو مثبت نتائج سامنے آئے وہ یہ کہ:

۱...... پوری قوم نے سیلاب سے متاثرین کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھا اور علی العموم اکثریت نے متاثرین کی مدد کے لئے اپنی ہمت وتوفیق کے مطابق بھرپور کردار ادا کیا۔

۲...... حکومت واپوزیشن، وفاقی وصوبائی حکومتوں نے بھی بھرپور انداز میں کام کیا۔ یکجہتی کی فضا تو نہ بن سکی۔ لیکن کام کرنے میں کسی نے کسر نہ چھوڑی۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے۔ اگر قومی یکجہتی کی سرکاری سطح پر فضاء بن جاتی تو شکستہ دل قوم کو خوشی کے چند سانس لینے کا موقعہ فراہم ہو جاتا۔ صوبوں اور وفاقی حکومت کی اشاروں، کنایوں میں ایک دوسرے پر تنقید۔ دوسرے کے کام کی تنقیص وتحقیر نے یہ فضا قائم نہ ہونے دی۔ تاہم مجموعی طور پر اتنی بات ضرور نمایاں ہوئی کہ خدانہ کرے کہ اگر ملک پر کوئی ناگہانی مصیبت آجائے تو پورے ملک کے عوام وخواص کے ایک ہو کر ملک عزیز کی ایک ایک اینٹ کی حفاظت کرنے کا جذبہ بحرحال موجود ہے۔ وہ ابھی نہ مرا ہے نہ ختم ہوا ہے۔

۳...... بعض مقامات پر یہ بھی ہوا کہ اگر مخیر حضرات تازہ کھانا تیار کرا کر ایک کیمپ میں لے گئے اور اس کیمپ والے لوگوں کو پہلے کسی سے کھانا مل گیا تھا تو جو بعد میں مخیر حضرات کھانا لے کر آئے۔ اس کیمپ والوں نے ان سے کہا کہ ہم کھانا کھا چکے۔ آپ فلاں کیمپ میں لے جائیں۔ اس مصیبت کے وقت میں دوسرے بھائیوں کو یاد رکھنا بہت ہی خوش آئند امر ہے۔

لیکن اس عمومی عذاب میں بعض بہت ہی ناروا، ظالمانہ، باغیانہ باتیں بھی سامنے آئیں۔ جو اپنی جگہ اتنی سنگین وخطرناک ہیں کہ ہم نے من حیث القوم اس روش کو نا چھوڑا۔ یا اس صورتحال کو بدلنے کی کوشش نہ کی۔ یا حکمران طبقہ نے اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کیا تو اس کے جو ہولناک نتائج نکلیں گے اس کے تصور سے جسم لرزہ براندام ہوتا ہے۔ مثلاً:

☆...... کراچی میں چھ ایسے پولیس اہلکار گرفتار کئے گئے جو اندرون سندھ سے آنے والے سیلاب

زدگان کو کیمپوں میں منتقل کرتے وقت ان سے تلاشی کے بہانے چند گھنٹوں میں انہوں نے ستر ہزار روپیہ ہتھیا لئے۔

☆...... کراچی کے عوام بعض کیمپوں میں کھانا پکوا کر لے گئے تو پولیس والوں نے اصرار کیا کہ کھانا ہمیں دیا جائے۔ ہم خود تقسیم کریں گے۔ مخیّر حضرات نے کیمپ والوں سے جاکر دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ پولیس والے خود کھانا کھا جاتے ہیں۔ جو بچتا ہے وہ باسی اور خراب ہو جانے کے قریب ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیں دیتے ہیں۔ مخیّر حضرات نے اس صورتحال پر پولیس والوں سے درخواست کی کہ ہمیں خود کھانا تقسیم کرنے دیا جائے تو پولیس نے کھانا واپس بھجوا دیا۔ براہ راست تقسیم نہیں کرنے دیا۔

☆...... پنوں عاقل کے قریب ایک بند پر سیلاب زدگان کے کیمپ کے لئے مخیّر حضرات نے ٹریکٹر ٹرالی پر بیس دیگیں کھانا کی تیار کر کے بھیجیں تو سیلاب زدگان کے نام پر اس کیمپ میں چھپے ڈاکوؤں نے آدمی، ٹریکٹر، ٹرالی، دیگوں پر قبضہ کر کے چالیس لاکھ کا تاوان طلب کر لیا۔ بالآخر چار لاکھ لے کر ان کو واگذار کیا۔

☆...... سکھر کے مخیّر حضرات ایک دن ایک ٹرک سامان کا کندھ کوٹ لے کر گئے۔ خیریت سے تقسیم ہوگیا۔ دوسرے دن دوسرا ٹرک لے کر گئے۔ خیریت سے تقسیم ہوگیا۔ تیسرے دن تیسرا ٹرک لے کر گئے تو اس پر فائرنگ ہوئی۔ انہوں نے سامان پھینکا، ٹرک اور جان بچائی اور واپس آ گئے۔

☆...... پنجاب، تونسہ میں اچانک رودکوہی نے دریا کی شکل اختیار کی۔ کشتیاں سامان اٹھانے کے لئے آئیں۔ سامان اٹھایا۔ راستہ میں گھر کے اگر افراد ایک دو تھے تو ان کو پانی میں دھکا دیا اور سامان لے کر کشتی غائب ہوگئی۔ اس مصیبت میں مدد کے وقت ہمدرد بن کر لوگ آئے۔ سامان جمع کرایا۔ پہلے افراد کو محفوظ مقام پر پہنچانے گئے۔ واپس آئے سامان لیا تو سامان لے کر اپنے گھروں کو سدھار گئے۔

☆...... بعض مقامات پر بعض سنگدلوں نے کھانا میں نشہ دے کر سیلاب سے متاثرین کو لوٹا۔ بعض مقامات پر آبروریزی اور بچیوں کے اغوا کے بھی واقعات پیش آئے۔

☆...... بعض ٹرانسپورٹر حضرات نے جہاں تین سو عام دنوں میں کرایہ تھا وہاں تین ہزار روپیہ مصیبت کے دنوں میں وصول کیا۔

☆...... بعض مقامات پر باہر سے آنے والا سامان بازاروں میں فروخت ہونے کی باتیں بھی سننے میں آئیں۔

یہ اور اس طرح کی دوسری افسوسناک باتیں اس سیلابی صورتحال کے دنوں میں بالکل باغیانہ حرکتیں ہیں۔ ایک مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس حد تک قوم اللہ رب العزت کی بغاوت پر اتر آئے گی کہ عذاب کے دنوں میں سنگین نافرمانی کر کے مزید عذاب خداوندی کو دعوت دے گی۔ یہ بہت ہی افسوسناک صورتحال ہے۔

قارئین کرام تک جب یہ سطور پہنچیں گی۔ اس وقت تک امید ہے کہ سیلاب کا زور ٹوٹ چکا ہوگا۔ لیکن ہزاروں خلق خدا کے ساتھ جو یہ ناروا سنگین زیادتیاں ہوئی ہیں۔ ان زخموں کے ناسور بھرنے میں کتنا وقت لگے گا۔ شاید متاثرین سیلاب کی آبادکاری سے بھی زیادہ اس پر وقت لگے گا۔ وہ بھی اس صورت میں جب حکومت سرکاری سطح پر ان واقعات کے ملزمان کو کٹہرے میں لاکر انہیں دیدہ عبرت بنائے۔ ورنہ یہ ناسور خطرناک عواقب کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگنی چاہئے۔ اس صورتحال سے اللہ تعالیٰ پوری قوم کو محفوظ فرمائیں۔ آمین بحرمة النبی الکریم!

حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی یاد میں نمبر کی تیاری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے سانحہ ارتحال کے موقعہ پر ہفت روزہ ختم نبوت کراچی و ماہنامہ لولاک ملتان میں اعلان کیا گیا تھا۔

۱...... حضرت قبلہؒ کی خودنوشت ڈائریوں کو شائع کیا جائے گا۔

۲...... حضرت قبلہؒ کی یاد میں ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، ماہنامہ لولاک ملتان کے نمبر شائع کئے جائیں گے۔

۳...... الگ سے حضرت قبلہؒ کی سوانح پر کتاب بھی ترتیب دی جائے گی۔

قارئین کرام کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ:

الف...... حضرت قبلہؒ کی خودنوشت ڈائریوں پر مشتمل کتاب کو خانقاہ سراجیہ کے موجودہ سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے مرتب فرما کر بہت عمدہ طریقہ پر شائع کر دیا ہے۔ وہ کتاب خانقاہ سراجیہ سے مل سکتی ہے۔ مزید معلومات کے لئے محترم صاحبزادہ صاحب سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

ب...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، ماہنامہ لولاک ملتان کے یادگاری نمبر شائع کرنے کا اعلان ہوا تھا۔ خانقاہ سراجیہ، دفتر مرکزیہ ملتان، دفتر کراچی میں دوستوں نے مضامین ارسال کئے۔ خانقاہ شریف میں تاثرات تعزیت کے لئے رجسٹر رکھا گیا تھا۔ اسی طرح تعزیتی خطوط آمدہ در خانقاہ سراجیہ یا مرکز ملتان ان تمام چیزوں کو اکٹھا کیا گیا تو سرسری مشاورت علیحدہ علیحدہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، صاحبزادہ سعید احمد، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد اعجاز کراچی، جناب رانا محمد انور، مولانا قاضی احسان احمد اور دوسرے حضرات سے ہوئی۔ اس کی روشنی میں اس وقت تک جو ذہن بنا ہے وہ یہ ہے کہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، یا ماہنامہ لولاک ملتان کے علیحدہ علیحدہ نمبر شائع کرنے کی بجائے۔ چونکہ ان دونوں رسائل کا اور حضرت قبلہؒ کے عقیدت مندوں کا تقریباً حلقہ ایک ہے۔ اس لئے کسی ایک رسالہ کا ضخیم نمبر شائع کیا جائے جو وقیع بھی ہو اور عظیم وضخیم بھی۔ اس پر کام شروع کر دیا ہے۔ تقریباً ساڑھے چار صد صفحات تو کمپوز بھی ہوگئے ہیں اور پروف بھی پڑھ لیا گیا ہے۔ باقی کام عید کے فوراً بعد حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب کی سربراہی میں جناب الحاج عبداللطیف، جناب الحاج غزالی صاحب، مولانا محمد اعجاز، مولانا قاضی احسان احمد فوری مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ کوشش ہوگی کہ کانفرنس چناب نگر تک وہ نمبر آجائے۔ وما ذالك علی اللہ بعزیز!

اس سلسلہ میں قارئین مزید کسی بھی قسم کی انتظار کی بجائے جو کچھ نمبر میں شائع کرانا چاہتے ہیں وہ فوری ارسال فرمائیں۔ بلکہ اس سے بھی قبل۔ رفقاء اس نمبر کے لئے اشتہارات کے ذریعہ بھی مدد فرمائیں۔ (اعزازی اشتہار والے حضرات بالکل توقع نہ رکھیں)

ج...... حضرت قبلہؒ کی سوانح پر راقم نے کام شروع کیا ہے۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ شیخ چلی والا پلاؤ کب تیار ہوتا ہے؟ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جلد تکمیل تک پہنچا کر فقیر راقم کو حضرت قبلہؒ کی روح پر فتوح کے سامنے سرخرو فرمائیں۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم!

سیدنا علی المرتضیٰؓ ...... حیات وخدمات!

قسط نمبر:۲

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عمرۃ القضا

سن ۶ ہجری میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ اس کے مطابق آپﷺ سن ۷ ہجری کو عمرۃ القضا کے لئے تشریف لائے اور حسب معاہدہ تین دن بیت اللہ شریف میں رہ کر روانہ ہوئے۔ حضرت علیؓ ساتھ تھے۔

فتح مکہ

فتح مکہ سن ۸ ہجری میں ہوا۔ سرور دو عالمﷺ فاتحانہ جاہ وجلال کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے اپنے تمام مخالفین کو ''انتم الطلقاء لا تشریب علیکم ''فرما کر معاف فرمادیا۔ لیکن وہ افراد جو گستاخی رسول کا ارتکاب کیا کرتے تھے۔ ان کو معاف نہ کیا گیا۔ ان میں سے ایک گستاخ حویرث ابن نقید تھا جو نہ صرف حضورﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا۔ (بلکہ اس نے بنات رسول حضرت ام کلثومؓ اور فاطمہؓ کی سواری کو زخمی کیا تھا) کو سیدنا علی المرتضیٰؓ نے قتل کردیا تھا۔

غزوہ حنین میں ثابت قدمی

مکہ مکرمہ رمضان المبارک سن ۸ ہجری میں فتح ہوا۔ ابتداء شوال ۸ ہجری میں غزوہ حنین واقعہ ہوا۔ نبی کریمﷺ نے قبیلہ بنی ھوازن کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ بنوہوازن کے تیراندازوں نے جم کر حملہ کیا۔ جس سے بہت سے سورماؤں کے قدم ڈگمگا گئے۔ لیکن کچھ خوش نصیب ایسے تھے جو حضورﷺ کے ساتھ ڈٹے رہے۔ ان میں ایک سیدنا علی المرتضیٰؓ بھی تھے۔

غزوہ تبوک

غزوہ تبوک میں رحمت عالمﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے اہل وعیال کی حفاظت اور مدینہ منورہ کی نگرانی کا ارادہ فرمایا تو حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جہاد میں تشریف لے جارہے ہیں۔ تو حضورﷺ نے فرمایا۔ ''اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ انہ لا نبی بعدی (مشکوٰۃ ص ۵۶۳) ''فرمایا علیؓ آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ میری طرف سے اس مرتبہ پر ہوں جس مرتبہ پر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

سن ۹ ہجری کے حج میں ابلاغ کی ڈیوٹی

سن ۹ ہجری میں حضورﷺ حج کے لئے نہ جاسکے تو آپؐ نے امیر حج حضرت ابوبکرؓ کو بنایا اور کچھ اہم اعلانات حضرت علی المرتضیٰؓ کے ذمہ لگائے۔

نصاریٰ نجران سے مباہلہ

سن ۹ ہجری میں نجران کے عیسائیوں کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ کج بحثی پر اتر آئے تو بحکم خداوندی آپؐ نے انہیں مباہلہ کی دعوت دی۔ لیکن وہ آمادہ نہ ہوئے۔ آپؐ مباہلہ کے لئے اپنے ساتھ جن حضرات کو لائے تھے ان میں سیدنا علی المرتضیٰؓ، حضرت فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ، عائشہؓ، حفصہؓ، بھی شامل تھے۔ (سیرت حلبیہ ج۳ ص۲۴۰) غرضیکہ سیدنا علی المرتضیٰؓ رحمت عالم ﷺ کی زندگی مبارک کی تمام مہمات میں شامل رہے۔ جس کی تفصیلات کچھ اوپر گذر چکی ہیں۔

سرور عالم ﷺ کی مرض الوفات میں خدمات

رحمت عالم ﷺ کی مرض الوفات جس میں آپ کمزوری کی وجہ سے جن دو شخصیات کے سہارے مسجد میں تشریف لاتے رہے۔ ان میں ایک حضرت عباسؓ اور دوسرے حضرت علی المرتضیٰؓ تھے۔ سرور عالم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ حیران و پریشان مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ کسی نے اطلاع کی کہ تم یہاں بیٹھے ہو اور انصار ''ثقیفہ بنی ساعدہ'' نامی ڈیرہ پر خلافت کے مسئلہ پر گفتگو کر رہے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ، فاروق اعظمؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ مذکورہ بالا ڈیرہ پر تشریف لے گئے اور انصار کے نوجوانوں کی گفتگو سننے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد نبوی بیان فرمایا۔ ''الائمة من قریش'' امام اور خلیفہ قریشی ہوگا اور آپ نے فرمایا کہ عمر اور ابوعبیدہ میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہمارا دین (مصلّٰی) آپ کے سپرد فرمایا تو ہم اپنی دنیا بھی آپ کے سپرد کرتے ہیں تو ثقیفہ میں موجود تمام حضرات نے بیعت کی پھر مسجد نبوی میں بیعت عمومی ہوئی۔ جس میں حضرت علی المرتضیٰؓ سمیت لوگوں نے بیعت کی۔ جن روایات میں چھ ماہ کے بعد بیعت کا تذکرہ آتا ہے وہ راوی کا تفرد ہے۔ یا دوسری بیعت آپؓ نے حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد کی۔

غسل و تدفین نبویؐ میں شرکت

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زمام خلافت سنبھالتے ہی حکم فرمایا کہ آپ کو غسل آپؐ کے خاندان کے حضرات دیں گے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ، عقیل، قثم، فضل، ابن عباس، آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید اور ابوصالحؓ نے غسل نبوی میں شرکت کی۔

جنازہ

حضرت صدیق اکبرؓ کے حکم کے مطابق بغیر امام کے پہلے مرد، عورتیں، بچے اور غلاموں نے حجرہ عائشہؓ میں آکر آپؐ پر درود وسلام پڑھا۔

تدفین

آپ کو جن حضرات نے قبر مبارک میں اتارا ان میں حضرت علیؓ سرفہرست نظر آتے ہیں۔

خلافت صدیقی

۱...... حضرت ابوبکر صدیقؓ متفقہ خلیفہ بنائے گئے تو حضرت علیؓ ان کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔

۲...... مرتد قبائل کے مقابلہ میں جب خلیفۃ الرسول بلافصل جانے لگے تو حضرت علیؓ نے ناقہ کی مہار پکڑ کر آپ کو نہ جانے دیا۔

۳...... احوال خمس کی تقسیم کی تولیت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کے سپرد فرمائی۔

۴...... حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو مجلس شوریٰ قائم کی جس میں مہاجرین وانصار کے ساتھ ساتھ حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔

۵...... انتظامی امور کی مشاورت میں آپؓ شامل ہوتے تھے۔

۶...... تدوین قرآن میں بھی آپؓ کی مشاورت شامل رہی۔

۷...... اموال غنیمت کی تقسیم میں آپؓ کو برابر حصہ دیا جاتا رہا۔ ایک کنیز آپ کو دی گئی۔ اس کا نام ام حبیب بنت ربیعہ تھا جو الصہبا کے نام مشہور تھیں۔ اس سے حضرت علیؓ کی اولاد بھی ہوئی۔ بنو حنیفہ سے خولہ بنت جعفر قید ہو کر آئیں جو خلیفۃ الرسولؐ نے آپؓ کو مرحمت فرمائی۔ اس کے بطن سے آپ کے مشہور و معروف فرزند ارجمند حضرت محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ ج۷ ص۳۳۱)

خلافت فاروقی میں تعاون وکردار

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی وفات سے پہلے ایک حکم نامہ تحریر کرایا اور فرمایا۔ اے لوگو! کیا تم اس عہد پر رضامند ہوتے ہو۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا حضرت عمرؓ کے علاوہ ہم کسی حق میں رضامند نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ بھی حضرت عمرؓ کے متعلق وصیت فرما چکے تھے۔

شوریٰ کی رکنیت

۱...... حضرت فاروق اعظمؓ نے امور مملکت چلانے کے لئے مجلس شوریٰ قائم کی۔ جس میں حضرت علی المرتضیٰ سرفہرست نظر آتے ہیں۔

۲...... حضرت عمرؓ نے افتاء وقضاء کا منصب قائم کیا۔ حضرت علیؓ کو اس منصب پر فائز فرمایا۔

۳...... حضرت عمرؓ اگر مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تو حضرت علیؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتے۔

۴...... حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ بنت فاطمہؓ کا نکاح آپؓ سے کیا جن کے بطن مبارک سے زید ابن عمرؓ اور رقیہ بنت عمر پیدا ہوئے۔

شہادت سے پہلے شوریٰ کا انتخاب

حضرت عمرؓ پر ایک مجوسی النسل ایرانی، ابولولو فیروز نے حملہ کیا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے تو آپؓ نے چھ افراد پر مشتمل کمیٹی قائم کی جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور فرمایا ان میں سے جس کو چاہو خلیفہ بنا لو۔ ان میں دوسرا نمبر

حضرت علی المرتضیٰؓ کا ہے۔ باقی ممبران حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تھے۔ ساتویں امیر المؤمنین کے چچازاد سعید تھے جنہیں آپ نے اس کمیٹی میں شامل نہ فرمایا۔

خلافت عثمانی میں تعاون

حضرت فاروق اعظمؓ کی طرف سے بنائی گئی کمیٹی میں سے حضرت زبیرؓ، حضرت علیؓ کے حق میں، حضرت طلحہ حضرت عثمانؓ کے حق میں، حضرت سعدؓ نے اپنا حق حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کو دے دیا۔ ان تین منتخب شدہ حضرات میں سے حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف نے فرمایا۔ میں خلیفہ نہیں بننا چاہتا۔ لہٰذا آپ دونوں اپنا حق میرے سپرد کردیں۔ میں جسے چاہوں منتخب کرلوں۔ اس پر دونوں حضرات راضی ہوگئے۔ ابن عوف نے مدینہ بھر کے حضرات حتیٰ کہ خواتین تک سے مشورہ کیا اور صحابہ کرامؓ کے اجتماع میں موثر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر خود بیعت کی۔ ان کے بعد حضرت علیؓ اور پھر دوسرے صحابہ کرامؓ نے بیعت کی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے انہیں اپنی شوریٰ میں لے لیا اور آپ نے رکنیت قبول فرمائی۔

۱...... حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مدون کردہ قرآن پاک کی نقلیں کرا کر ممالک اسلامیہ کو ارسال فرمائیں۔ ان میں حضرت علیؓ کی مشاورت شامل تھی۔

۲...... حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں بعض اوقات تراویح کی امامت حضرت علیؓ فرماتے تھے۔

۳...... خلافت عثمانیؓ کے دوران آپ کی حیثیت مرکزی وزیر ومشیر کی تھی۔ دور عثمانی کے غزوات میں اولاد ابوطالب برضا ورغبت شرکت کرتی رہی۔

۴...... سیدنا علی المرتضیٰؓ خلافت عثمانی کے تمام معاملات میں برابر کے شریک رہے۔

شہادت عثمانؓ

اسلام کی روزمرہ بڑھتے ہوئے غلبہ نے یہود ونصاریٰ کو پریشان کردیا تو عبداللہ بن سبا جو یہودی النسل تھا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اس نے اپنا جتھہ مضبوط بنایا۔ جس میں بعض مسلمان بھی شامل ہوگئے اور انہوں نے جھوٹے موٹے الزامات کے تحت حضرت عثمانؓ کو شہید کردیا۔ ’’انا للّٰہ وانا الیہ راجعون‘‘

چوتھے خلیفہ کی حیثیت سے انتخاب

حضرت عثمانؓ کی المناک شہادت اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ تھی۔ جو ہو چکا اب باغیوں نے حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ خلافت کی زمام سنبھال لیں۔ لیکن کوئی آمادہ نہ ہوا اور اہل مدینہ کی شوریٰ نے حالات کی نزاکت کا احساس دلایا تو سیدنا علیؓ آمادہ ہوگئے۔ قاتلان عثمانؓ بھی یہی چاہتے تھے کہ حضرت علیؓ جیسی مضبوط شخصیت کی پناہ مل جائے۔ چنانچہ قاتلان عثمانؓ نے بیعت کی اور اہل مدینہ کے ارباب حل وعقد نے بیعت کی۔ بیعت ہوچکنے کے بعد حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور دیگر صحابہ کرام نے حاضر ہوکر مطالبہ کیا کہ قاتلان عثمانؓ سے قصاص لیا جائے۔ آپؓ نے فرمایا۔ حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے فوری طور پر قصاص نہیں لیا جاسکتا۔ جونہی حالات سازگار ہوں گے تو سب سے پہلے حدود اللہ کا نفاذ عمل میں لایا جائے گا۔

بہت سارے صحابہ کرامؓ بشمول حضرت طلحہؓ وزبیرؓ مکہ مکرمہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور امہات المؤمنین حج کے لئے تشریف لے گئی ہوئی تھیں سے ملاقات کر کے حالات سے آگاہ فرمایا۔ تمام حضرات اس بات پر متفق تھے کہ پہلے حضرت عثمانؓ کا قصاص لیا جائے۔

بعض صحابہ کرامؓ شام چلے گئے اور حضرت امیر معاویہؓ کو ان اندوہناک حالات سے آگاہ کیا تو حضرت امیر معاویہؓ اور شام میں دوسرے صحابہؓ و تابعین نے پہلے قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کیا اور بعد میں بیعت کرنے کا وعدہ کیا۔ قصاص عثمانؓ کے بغیر بیعت سے انکار کر دیا۔

حضرت علیؓ نے زمام خلافت سنبھالتے ہی حضرت عثمانؓ کے متعین کردہ عمال کو تبدیل کرنے کا حکم نامہ جاری فرمایا۔ بعض علاقوں نے آپ کے متعین کردہ عمال کو قبول کیا۔ بعض علاقوں نے واپس کر دیا اور دم عثمان کے قصاص کا مطالبہ روز بروز شدت اختیار کرتا گیا اور حالات دگرگوں ہوتے چلے گئے۔

مکہ مکرمہ میں صحابہ کرامؓ کا اجتماع

بعض امہات المؤمنین مکہ مکرمہ میں تھیں اور کئی ایک اجلہ صحابہ کرامؓ بھی مکہ مکرمہ میں جمع ہو گئے اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے استدعا کی کہ حالات صحیح ہونے، قاتلان کو سزا دینے تک آپ ہمارا ساتھ دیں تاکہ بہتر صورت احوال پیدا ہو سکے۔ حالات کے پیش نظر ام المؤمنین تیار ہو گئیں اور بصرہ کی طرف روانہ ہو گئیں۔ جب امیر المؤمنینؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں تو حضرت علیؓ نے بھی بصرہ کا رخ کیا۔ حضرت علیؓ کے ساتھ بھی بہت سے صحابہ کرامؓ اور تابعین تھے اور ام المؤمنینؓ کے ساتھ بھی اور جنگ جمل کا سانحہ پیش آیا۔ جس میں دونوں طرف سے متعدد صحابہ کرامؓ اور تابعین نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جنگ جمل کے سانحہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ نے تین دن تک بصرہ میں قیام فرمایا اور دونوں طرف سے ہونے والے شہداء کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنگ جمل میں ضبط شدہ اموال سوائے اسلحہ کے سب واپس کر دیئے۔

حضرت عائشہؓ نے بھی فرمایا کہ ان کا مقصد قتال نہیں تھا۔ بلکہ فریقین کے درمیان صلح تھا۔ اس کے لئے امکانی کوششیں بھی فرمائیں۔ چنانچہ جنگ جمل کے بعد کچھ روز قیام بصرہ کے بعد آپ کوفہ روانہ ہو گئے اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو بصرہ کا گورنر بنا دیا اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے کوفہ پہنچ کر مستقل رہائش رکھ لی۔

جنگ صفین

حضرت علیؓ نے علاقائی حالات درست کرنے کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کو بیعت کرنے کی دعوت دی۔ عدم قبولیت کی وجہ سے شام کا رخ کیا۔ جب حضرت امیر معاویہؓ کو معلوم ہوا تو وہ بھی اپنے عساکر وجیوش کے ساتھ شام کی مشرقی سرحد کے قریب آپہنچے۔

صفین میں فریقین کا موقف

حضرت علی المرتضیٰؓ کی رائے گرامی یہ تھی کہ چونکہ بیشتر مہاجرین وانصار نے ان کی بیعت قبول کر لی ہے۔ لہٰذا اہل شام بھی بیعت کریں۔ بصورت دیگر قتال ہو گا۔ حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے رفقاء کی رائے یہ تھی کہ پہلے

قاتلان عثمانؓ سے قصاص لیا جائے۔ پھر بیعت ہوگی۔ ان کا مطالبہ قصاص ہے۔ خلافت کے بارہ میں نزاع نہیں۔ اگر حضرت علیؓ کسی وجہ سے قصاص قائم نہیں کرسکتے تو قاتلان ہمارے سپرد کردیں۔

رفع نزاع کی مساعی

حضرت جریر بن عبداللہؓ الجبلی صحابی رسول، عبیدہ السلیمانی، علقمہ ابن متین، عامر بن عبد قیس، عبداللہ ابن عقبہ ابن مسعود وغیرہم نے کوششیں کیں۔ لیکن فریقین اپنے مذکورہ بالا مؤقف پر ڈٹے رہے اور حضرت علیؓ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم نہ میں نے عثمانؓ کو قتل کیا نہ میں نے اس کا کسی کو حکم دیا اور نہ ہی میں نے قتل عثمانؓ پر قاتلین کے ساتھ تعاون کیا ہے اور قاتلین اپنی تاویلات فاسدہ کی وجہ سے اس فتنہ میں پڑ گئے تھے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کو میری خلافت سے پہلے ہی قتل کردیا۔ میرا اس میں دخل نہ تھا۔''

حضرت امیر معاویہؓ کا تقاضا یہ تھا کہ یہ لوگ ان کے جنود وجیوش میں شامل ہیں۔ ان سے قصاص دلایا جائے۔ گویا حضرت علیؓ کی طرف سے قتل عثمانؓ سے برأت کے ساتھ ساتھ بیعت کا مطالبہ مقدم تھا اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے قصاص کا تقاضا پیش تھا۔ رفع نزاع کے لئے متعدد کوششیں ہوئیں۔ لیکن مفید نہ ہوسکیں۔ جب کہ فتنہ پرور فریقین میں اختلاف ونزاع کی سازشیں کر رہے تھے جو کامیاب ہوئیں اور فریقین میں گھمسان کا رن پڑا اور جانبین سے جلیل القدر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔

تحکیم

قتال کے دوران اہل شام کی طرف سے تجویز پیش کی گئی کہ کتاب اللہ کو حکم تسلیم کر لینا چاہئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اس تجویز کو قبول کیا اور اپنی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو حکم بتایا اور اہل شام کی طرف سے حضرت عمرو بن عاصؓ ثالث بنائے گئے۔ چنانچہ دونوں حضرات اپنے اپنے رفقاء سمیت جمع ہوئے اور طے کیا کہ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کو معزول کر کے کسی اور کو خلیفہ بنایا جائے۔ دونوں حضرات نے اپنے اپنے نام پیش کئے۔ لیکن بیل، منڈھے نہ چڑھی اور خلافت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ حضرت علیؓ تو پہلے ہی بیعت علی الخلافت لے چکے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اہل شام سے بیعت علی الخلافت لی۔

اہل شام کے متعلق سیدنا علی المرتضیٰؓ کی رائے

حضرت علیؓ نے ایک گشتی مراسلہ کے ذریعہ فرمایا۔ ابتداء ہمارے واقعات کی اس طرح ہوئی کہ ہم اور اہل شام ایک دوسرے مقابلہ کے لئے جمع ہوئے۔ حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ ہم دونوں کا رب ایک ہے۔ ہم دونوں کا نبی ایک ہے۔ ہمارے اور ان کی دعوت اسلام ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان سے بڑھے ہوئے ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں۔ لیکن خون عثمانؓ کے بارہ میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہوگیا ہے۔ حالانکہ ہم اس سے بری ہیں۔ (نہج البلاغ ج۲ ص۱۱۴)

اس قسم کے کلمات حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے بھی منقول ہیں۔ جن میں انہوں نے ان واقعات پر اظہار افسوس کیا ہے۔

خوارج کا ظہور

واقعہ تحکیم سے ناراض ہو کر کچھ لوگوں نے علیحدہ جتھہ بنالیا۔ جنہیں خارجی کہا جاتا ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے ان کی فہمائش کی بھرپور کوشش کی۔ حضرت ابن عباسؓ کو بھیجا۔ بعض تائب ہوئے۔ بہت سارے ڈٹے رہے۔ یہاں تک نہروان کے مقام پر ان سے قتال ہوا۔ جس میں ان کے بہت سارے آدمی قتل ہوئے اور شیعان علیؓ میں سے ۱۲،۱۳ آدمی شہید ہوئے۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ خوارج کی طرف سے مطمئن ہو کر مملکت کے نظم ونسق کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں حضورﷺ اور خلفاء ثلاثہ کے مطابق قائم کیا۔

امیر المؤمنین کی شہادت

جنگ نہروان کے بعد تین خارجی بیت اللہ شریف میں جمع ہوئے۔ عبدالرحمان ابن ملجم مرادی نے کہا کہ میں علیؓ کو قتل کروں گا۔ برک بن عبداللہ نے کہا کہ معاویہؓ کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ عمرو ابن بکر نے کہا کہ عمرو ابن العاصؓ کے ہلاک کرنے کے لئے میں کافی ہوں اور ۱۷؍رمضان المبارک کی تاریخ طے کی۔ چنانچہ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مذکورہ بالا خارجی روانہ ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ نماز کی طرف جاتے ہوئے الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے جاتے اور لوگوں کو اٹھاتے جاتے۔ ابن ملجم اپنی مخصوص تلوار کے ساتھ چھپا ہوا تھا۔ اس نے آپ کے سر مبارک میں زور سے تلوار لگائی۔ جو سر میں گہری چلی گئی۔ خون سے ریش مبارک تر ہوگئی۔ لوگوں نے ابن ملجم کو پکڑ لیا اور حضرت علیؓ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا۔ انہیں زخموں کی تاب نہ لا کر بشارت نبویؐ کے مطابق جام شہادت نوش فرماگئے۔ ’’انا للّٰہ وانا الیہ راجعون‘‘

مذکورہ بالا مضمون سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ مصنفہ مولانا محمد نافع مدظلہ سے لیا گیا۔

قاری محمد شریف بھی چل بسے!

جامعہ عثمانیہ ریلوے اسٹیشن شجاع آباد کے بانی ومہتمم قاری محمد شریف یکم؍رمضان المبارک مطابق ۱۱؍اگست ۲۰۱۰ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔ مرحوم جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل تھے اور عرصہ تیس سال سے قرآن پاک کی خدمت میں مصروف تھے۔ سینکڑوں شاگردوں نے ان سے قرآن پاک حفظ کیا اور ایسے ہی سینکڑوں بچیاں بھی ان کے ادارے سے قرآن پاک کی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوئیں۔ ان کو شوگر کا مرض ایک عرصہ سے چلا آرہا تھا کہ دل کی تین شریانیں بند ہوگئیں۔ نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کیا گیا۔ لیکن وقت موعود آن پہنچا کہ رمضان المبارک کی پہلی تراویح کے وقت جان جان آفرین کے سپرد کی۔ اگلے دن دس بجے کے قریب ان کی نماز جنازہ اسٹیشن کے سامنے والے گراؤنڈ میں ہوئی۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت شیخ الحدیث مولانا قاری صدرالدین نے کی۔ جب کہ مولانا پیر عزیز احمد بہلوی، مولانا زبیر احمد صدیقی، قاری جمیل الرحمٰن بہلوی، قاری رضاء المنعم قریشی، قاری ضیاء المحسن قریشی، سمیت سینکڑوں علماء اور حفاظ نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرماکر انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

عذاب الٰہی اور اس کے اسباب!

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق

’’واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة ۰ واعلموا ان الله شديد العقاب ‘‘ترجمہ...... ’’اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہیں پڑے گا تم میں سے خاص ظالموں ہی پر اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔‘‘ (انفال آیت ۲۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان والوں کو ایک ایسے عذاب سے بچنے کا حکم کیا ہے جو صرف مجرموں کو نہیں پہنچتا بلکہ مجرم اور غیر مجرم دونوں کو پہنچتا ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دو قسم پر ہے۔ ایک خاص جو کہ صرف مجرموں کو پہنچتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے اختیار میں ہے کہ اس دنیا میں ڈھیل دے کر آخرت میں دے اور دوسرا عذاب عام جو کہ اس دنیا میں مجرم اور غیر مجرم سب پر آتا ہے۔ اس عذاب عامہ کے اسباب کیا ہیں؟۔

۱...... ترک دعوت

قوم نیکی کی دعوت دینا ترک کر دے یعنی برائی دیکھ کر اس کو ناگواری نہ ہو حضور ﷺ نے فرمایا: ’’من رای منكم منكرا فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان ‘‘جو تم میں سے برائی دیکھے وہ ہاتھ سے روک دے (جو کہ ارباب اختیار کا ذمہ ہے) اگر یہ طاقت نہ رکھے تو زبان سے روک دے (جو کہ داعی الی اللہ کا ذمہ ہے) اگر یہ بھی طاقت نہ ہو تو کم از کم دل سے برا جانے اور اس کا دل برائی محسوس کرے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۶ پر حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا فلاں بستی کو الٹ دو۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ اس میں ایک نیک آدمی بھی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو بھی الٹ دو کہ میرا حکم توڑا جاتا تھا اور اس کے ماتھے پر بل بھی نہیں آتا تھا۔ مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۹ پر ہے کہ ایسے ہی ایک جماعت بیت اللہ پر حملہ کرنے کے لئے اٹھی تو اس جماعت کو شہر سمیت دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ اس شہر میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو کہ اس جرم میں شریک نہ تھے تو فرمایا کہ: ’’يبعثون على نياتهم ‘‘کہ آخرت میں اپنی اپنی نیت پر اٹھائے جائیں گے۔

۲...... ترک جہاد

عذاب عامہ کا دوسرا سبب ترک جہاد ہے کہ جب قوم جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دے گی۔ کفار غلبہ کر کے مسلمانوں پر یلغار کر دیں گے جس سے عورتیں اور معصوم بچے بھی ہلاک ہو جائیں گے۔

۳...... توہین شعائر اللہ

عذاب عامہ کا تیسرا سبب توہین شعائر اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شعائر کی توہین نہ

کرو۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے دین کی علامتیں جانی جاتی ہیں ان کی توہین نہ کرو۔ اس میں توہین خدا، توہین رسول خدا، توہین کعبۃ اللہ، توہین مساجد، توہین قرآن کریم، توہین دینی مدارس، توہین اولیاء کرام سب شامل ہوگئے کہ جب ان شعائر کی توہین ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب عامہ نازل ہوگا۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''من عادی لی ولیاً فقد أذنته بالحرب '' جو میرے ولیوں سے دشمنی کرتا ہے اس سے میرا اعلان جنگ ہے۔

۴...... سودخوری

عذاب عامہ کا چوتھا سبب سودخوری ہے۔ جو قوم سود دینے اور لینے میں مشغول ہوجائے اور باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ '' تو تیار ہوجاؤ لڑنے کو اللہ سے، اس کے رسول سے۔ (بقرۃ آیت ۲۷۹)

۵...... ظلم کرنا

عذاب عامہ کا پانچواں سبب ظلم ہے۔ ظلم خواہ کسی نوعیت کا ہو۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ مظلوم کی بددعا سے بچو حضورﷺ نے فرمایا'' اتقوا دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینہ و بین اللہ حجاب''

ظلم کی اقسام جو ہمارے ملک میں عام ہیں:

۱...... نظام اسلام کا مطالبہ کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دے کر مارنا۔
۲...... دہشت گردوں کے مارنے کیلئے صرف دہشت گرد کو نہیں بلکہ بمباری کر کے معصوم مخلوق کو مارنا۔
۳...... کافروں کو ڈرون حملہ کی اجازت دے کر بے گناہ لوگوں کو ہلاک کرنا۔
۴...... اقتدار سے ناجائز فائدہ حاصل کر کے اپنے مخالف بے گناہوں کو مارنا۔
۵...... برائے تاوان اغوا کر کے تکلیف پہنچانا یا ماردینا۔
۶...... جھوٹے مقدمہ بنا کر بے گناہوں کو پابند سلاسل کرنا۔
۷...... رشوت لے کر عدالتوں سے بے گناہوں کو سزا دینا اور مجرم کو چھوڑ دینا۔
۸...... قاتلوں کو اسلامی سزا یعنی قصاص میں قتل نہ کرنا۔
۹...... قومی ذمہ داری بغیر رشوت پوری نہ کرنا یعنی جو قومی خدمت پر مامور تنخواہ دار ملازم ہیں وہ عوام کا کام رشوت لئے بغیر نہیں کرتے۔
۱۰...... جرائم عامہ زنا، چوری، ڈاکہ، فحش کاری، فحش گانے، شراب خوری عام ہوجائے تو یہ بھی قوم پر ظلم ہے۔
۱۱...... نااہل کو حکومت دینا بھی قوم پر ظلم ہے۔
۱۲...... طاقت کے زور پر دوسرے کی آزادیٔ رائے کو کچل دینا۔

۱۳...... زمیندار، کارخانہ دار، سرمایہ دار کا غریبوں کا خون پینا اور ان کی غربت سے ناجائز فائدہ اٹھانا اور پوری مزدوری نہ دینا بھی ظلم کی نوع میں داخل ہے۔

۱۴...... تنخواہ پوری لینا اور کام ادھورا کرنا بھی ظلم ہے۔

۱۵...... ذخیرہ اندوزی، سرمایہ داروں کا ذخیرہ اندوزی کرنا اور مخلوق کو قحط میں مبتلا کر کے گراں فروشی کرنا۔

۱۶...... امانت میں خیانت کرنا اور حق والے کو حق نہ دینا۔

۱۷...... بم دھماکوں، خودکش حملوں کے ذریعے معصوم عوام کو مارنا۔

۱۸...... محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان جنہوں نے ایک اسلامی ملک کو ایٹمی طاقت بنانے میں اہم کردار ادا کیا انہیں پابند سلاسل کرنا۔

جب من حیث القوم ان جرائم کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اکثریت ان جرائم میں ملوث ہے۔ ان جمہوری جرائم کا ارتکاب متقاضی ہے کہ ساری قوم کو عذاب دے کر ختم کر دیا جائے۔ جیسا کہ قوم عاد، ثمود، قوم نوح اور آل فرعون۔ لیکن اس میں رکاوٹ وہ صرف دعائے رحمۃ للعالمین ہے۔ حضورﷺ نے دعا مانگی کہ اے اللہ ساری امت کو تباہ نہ کر دینا۔ جیسا کہ پہلی امتیں تباہ کر دی گئیں۔ اس بناء پر عذاب عامہ کی دو قسم ہوگئیں۔ ایک استیصالی کہ جس سے تمام قوم کو جڑ سے اکھیڑ دیا جاتا ہے جو پہلی قوموں پر آیا۔ دوسرا عذاب غیر استیصالی جو وقت پر تنبیہ کرنے کے لئے کبھی کہیں کبھی کہیں آئے گا۔ کبھی سرحد میں آئے گا تو کبھی بلوچستان میں۔ کبھی کراچی سندھ میں آئے گا تو کبھی پنجاب میں آئے گا۔ چونکہ یہ امت آخری امت ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک رکھنا ہے۔ اس لئے اس پر عذاب عامہ استیصالی نہیں آئے گا۔ بلکہ جھنجھوڑنے کے لئے جزوی طور پر آتا رہے گا۔ تاکہ قوم عبرت حاصل کر کے توبہ استغفار کی طرف متوجہ ہو۔ اب یہ وقت حاکموں کو گالیاں دینے کا نہیں۔ بلکہ ہر شخص خود احتسابی کر کے جو ظلم کرتا ہے اس کو ترک کرے۔ حضورﷺ نے فرمایا ’’کلکم راع وکل مسؤل عن رعیته ‘‘تم میں سے ہر ایک بادشاہ ہے اور ہر ایک سے اپنی نوعیت کا سوال کیا جائے گا کہ تم اپنی رعایا پر ظلم تو نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ظالم کو معاف نہ فرمائیں گے۔ اگرچہ کسی جانور پر بھی کیوں نہ کیا ہو۔ چہ جائیکہ انسان، انسان پر ظلم کرے۔ اب واحد راستہ یہی ہے کہ ان جرائم سے من حیث القوم توبہ کی جائے اور ملک میں اللہ تعالیٰ کا قانون جاری کیا جائے۔ پارلیمنٹ وہ فیصلے نہ کرے جو احکام الٰہی کے خلاف ہوں۔

عذاب عامہ کی قسمیں

’’فکلّا اخذنا بذنبه فمنهم من ارسلنا علیه حاصبا۰ ومنهم من اخذته الصیحة ومنهم من خسفنا به الارض ومنهم من اغرقنا۰ وماکان اللّٰه لیظلمهم ولٰکن کانوا انفسهم یظلمون۰‘‘

ترجمہ...... پھر سب کو پکڑا ہم نے اپنے اپنے گناہ پر۔ پھر کوئی تھا کہ ہم نے اس پر بھیجا پتھراؤ ہوا سے اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے۔ پھر کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں، اور کوئی تھا کہ اس کو ڈبو دیا ہم نے اور ایسا نہ تھا کہ اللہ ان پر ظلم کرے۔ پر تھے وہ ہی اپنے آپ پر ظلم کرنے والے۔ (عنکبوت آیت ۴۰)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ’’عذاب کبھی اوپر سے آتا ہے اور کبھی نیچے سے آتا ہے اور کبھی تمہاری آپس میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔‘‘

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں جس سے چاہتا ہوں بادشاہی لے لیتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں بادشاہی دے دیتا ہوں۔ جب میں ناراض ہوتا ہوں تو ظالم بادشاہ مسلط کر دیتا ہوں۔ لہٰذا بادشاہوں کو گالیاں نہ دیا کرو۔ بلکہ مجھ سے معافی مانگا کرو۔ اس لئے قوم کو چاہیے کہ من حیث القوم اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگے۔

عذاب عامہ کے اوقات

’’افامن اهل القرى ان ياتيهم باسنا بياتا وهم نائمون ٠ او امن اهل القرىٰ ان يأتيهم باسنا ضحىً وهم يلعبون ٠ افامنوا مكرالله ٠ فلايأمن مكرالله الاالقوم الخٰسرون‘‘

ترجمہ...... اب کیا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس سے کہ آ پہنچے ان پر آفت ہماری راتوں رات جب وہ سوئے ہوں، یا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس سے کہ آ پہنچے ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے جب کھیلتے ہوں، کیا بے ڈر ہو گئے اللہ کی تدبیر سے۔ پس نہیں بے ڈر ہوئے اللہ کی تدبیر سے مگر خرابی میں پڑنے والے۔ (اعراف)

عذاب کبھی سونے کے وقت میں آتا ہے اور عذاب کبھی عیش و عشرت کے وقت میں آتا ہے۔

عذاب عامہ سے بچنے کا طریقہ

خلاصہ یہ ہے کہ عذاب عامہ سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر معافی مانگی جائے۔ جن جرائم کو عذاب عامہ کا سبب بتایا گیا ہے۔ ان سے توبہ کی جائے۔ ذرائع ابلاغ، گانے، ڈرامے ختم کر کے انسانی ہمدری کا سبق جو قرآن و حدیث میں آیا ہے لیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے اس کو سنا جائے۔ تاکہ دنیا پر واضح ہو کہ اسلام انسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ قوم کا مزاج مغرب کی بجائے اسلام کی طرف موڑا جائے اور اسلامی اخلاق، اخبار، ریڈیو، ٹیلی ویژن کے ذریعے نشر کریں۔ جرائم کبیرہ چوری، ڈاکہ، دہشت گردی، قتل، زنا بددیانتی، آبرو ریزی جیسے جرائم کی برائی نشر کی جائے۔ تمام قوانین سے اسلام کے قانون کی برتری بیان کی جائے۔

آخری تنبیہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمائی ہے اس کو نشر کیا جائے ’’الم يأن للذين آمنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله‘‘ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ لوگوں کے دل ڈر جائیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے۔ (حدید آیت ١٦)

سیلاب کی تباہ کاریاں، زلزلہ کی تباہ کاریاں ابھی قوم کو جھنجھوڑ نہیں رہیں؟ کہ وہ سیلاب زدگان کو نشہ والا کھانا کھلا کر لوٹیں نہیں۔ سیلاب سے نکالنے کے بہانے سامان ٹرالہ پر ڈال کر لے جائیں۔ سیلاب کی امدادی رقم میں خیانت کریں۔ مال تھوڑا دیں اور دستخط زیادہ کے لیں۔ دیا ہوا سامان چھپا کر رکھ لیں۔ اس کے بدلہ میں ردی سامان متاثرین کو دیں۔ کیا ابھی خوف کھانے کا وقت نہیں آیا؟ کیا اور کسی آفت کا انتظار ہے؟۔

یہ اخلاق تب آئیں گے جبکہ بادشاہ اپنے اخلاق بدلیں گے۔ الناس على دين ملوكهم! اس لئے حکومت اور رعایا سب کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہئے۔

میر کارواں کی رحلت!

قسط نمبر:۵ مولانا اللہ وسایا

مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی جفا کشی

۲۰؍مارچ کی رات کو راولپنڈی راجہ بازار میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ اس سے قبل ریڈیو کے ذریعہ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ''جشن'' پر پابندی کا اعلان ہو چکا تھا۔ کانفرنس سے فارغ ہوتے ہی حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ گوجرانوالہ، فیصل آباد کے راستہ ربوہ روانہ ہوئے۔ صوفی ریاض الحسن گنگوہی اور دوسرے رفقاء فیصل آباد سے آپ کے ہمراہ ہوگئے۔ ۲۳؍مارچ کو آپ نے اپنی آنکھوں سے ربوہ میں مرزائی سازش کی ناکامی کا منظر دیکھا اور خدا کے حضور سجدۂ شکر بجالائے۔ اس مختصر دورہ کے بعد آپ خانقاہ عالیہ تشریف لے گئے۔ یوں ایک بار پھر کفر ہار گیا اور اسلام اور مسلمان جیت گئے۔ فالحمدللہ!

ربوہ کی طرح ''ہانڈو'' گاؤں میں بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ لاہور پولیس نے سب سامان اٹھوا دیا۔ مرزائی، مرزا قادیانی کو ماننے کے گناہ سمیت جلسہ کا سامان سروں پر رکھ کر دوڑے۔ پورے پنجاب میں مرزائیوں کے جشن پر پابندی لگ چکی تھی۔ بلوچستان اور سرحد کے مسلمانوں کے سامنے بھی مرزائیوں کی سازش کامیاب نہ ہوسکی۔ البتہ سندھ میں جہاں خالصتاً پیپلز پارٹی کی حکومت تھی، بعض مقامات پر مرزائیوں نے پروگرام کئے۔ مگر انتہائی رازداری سے بزدلانہ طریقہ پر چھپ کر۔ الحمدللہ! یوں ۲۳؍مارچ کا سورج مرزائیت کی رسوائی کا سامان لے کر طلوع ہوا۔ فالحمدللہ!

مرزائیوں نے اس پابندی کے خلاف ہائیکورٹ میں رٹ دائر کر دی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کے حکم ''پابندی جشن'' کو چیلنج کیا گیا۔ لاہور ہائیکورٹ کے عزت مآب جسٹس خلیل الرحمٰن خان کے ہاں کیس لگا۔ ہائیکورٹ کے قابل احترام جج نے مرزائیوں کو کہا کہ اب جشن کا وقت گذر گیا ہے۔ اب یہ رٹ بعد از وقت ہے۔ مگر مرزائی مصر تھے کہ نہیں جناب فیصلہ ہونا چاہئے کہ یہ پابندی جائز تھی یا ناجائز۔

مرزائیوں کی طرف سے اصرار پر عدالت میں کارروائی شروع ہوئی۔ مرزائیوں کے وکیل مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پنڈورہ بکس لے کر آئے۔ ادھر پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کی سعادت ووکالت کے لئے قدرت نے جناب مقبول الٰہی ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نذیر احمد غازی صاحب کو منتخب فرمایا۔ جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ اور جناب عبدالرشید قریشی ایڈووکیٹ بھی مرزائیت کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر میدان میں آگئے۔ اس موقعہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اللہ رب العزت نے پھر توفیق بخشی۔ ملتان مرکز سے مرزائیت کی کتابوں کا سیٹ لے کر حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، لاہور کے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور سندھ سے مولانا احمد میاں حمادی پہنچ گئے۔ پاکستان کے

نامور عالم دین خالد محمود صاحب نے بھی دن رات ایک کر دیا۔

مرزائیوں کے جواب الجواب کا جب مرحلہ آیا تو قدرت نے عالی جناب محترم ومکرم، مجاہد ومحافظ ناموس مصطفیٰ ﷺ جناب نذیر احمد غازی صاحب اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کو توفیق دی۔ ان کے رفقاء ومتوسلین جناب پروفیسر سید قمر علی زیدی، جناب پروفیسر ملک خالق داد، جناب مسعود ایڈووکیٹ، فقیر اللہ وسایا اور محترم مولانا کریم بخش صاحب نے پوری رات جاگ کر جواب الجواب تیار کیا۔ غازی نذیر احمد صاحب نے اس کیس کو رحمت عالم ﷺ کی طرف سے اپنے لئے باعث سعادت سمجھ کر اس کی تیاری کی۔ صبح جب عدالت میں پیش ہوئے اور گھنٹوں دلائل وبراہین کے ساتھ نپے تلے انداز میں مرزائیوں کا جواب الجواب دیا تو عدالت میں سناٹا چھا گیا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ایمان واسلام کا نمائندہ اور ختم نبوت کا وکیل دل کی دنیا سے ایمان ووجدان، محبت وعشق سے نغمہ ساز ہے۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔ ان کے چہرے ان کے دلوں کی طرح سیاہ ہوگئے اور مورخہ ۲۲؍مئی ۱۹۹۱ء کو سماعت مکمل ہوگئی۔ عالی جناب عزت مآب جسٹس خلیل الرحمٰن نے مورخہ ۱۷؍ستمبر ۱۹۹۱ء کو فیصلہ سنایا۔ یہ فیصلہ ایمان پرور بھی ہے۔ حقائق افروز بھی۔ اس فیصلہ سے ایک بار پھر لاہور ہائیکورٹ کے عزت ووقار میں مزید در مزید اضافہ ہوا۔ فیصلہ کا ایک ایک حرف قدرت کی طرف سے مرزائیت کی رگ جان کے لئے نشتر ہے۔

کیس نمبر۷...... لاہور ہائیکورٹ

عدنکانہ کے ایک قادیانی ناصر نے ایک دعوت نامہ میں اسلامی اصطلاحات استعمال کیں۔ الحاج عبدالحمید رحمانی نے کیس درج کرایا۔ ملزم گرفتار ہوا تو اس کی ضمانت کے لئے مسٹر جسٹس میاں نذیر احمد کی عدالت لاہور ہائیکورٹ میں کیس آیا۔ اس فیصلہ کا ایک ایک لفظ قادیانیت کے لئے نشتر رگ جان ہے۔ ۲؍اگست ۱۹۹۲ء کو فیصلہ دیا۔

کیس نمبر۸...... لاہور ہائیکورٹ

نفیس نامی وغیرہ قادیانی طلبہ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے داخلہ فارم کے مذہب کے خانہ میں اپنے آپ کو ’’احمدی مسلمان‘‘ لکھا۔ یونیورسٹی کی داخلہ کمیٹی نے قادیانی طلباء کو کہا کہ آئین کے اعتبار سے قادیانی غیرمسلم ہیں۔ لہٰذا آپ درستگی کریں۔ قادیانی طلباء نے ایسا کرنے سے اور یونیورسٹی حکام نے داخلہ سے انکار کر دیا۔ مبشر لطیف قادیانی وکیل کے ذریعہ قادیانی طلباء نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ دائر کر دی۔ عزت مآب جسٹس گل محمد خاں نے سماعت کے بعد قرار دیا کہ ’’(سائلان کو) آئین کے مطابق جواب دینا لازم تھا۔ انہیں امید نہیں کرنی چاہئے تھی کہ حکام ان کے غیر آئینی جوابات میں ان کا ہاتھ بٹائیں گے۔‘‘ رٹ خارج کر دی گئی اور لازم قرار دیا گیا کہ ’’قادیانی از روئے قانون اپنے کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے۔‘‘

کیس نمبر۹...... لاہور ہائیکورٹ بابت نمبرداری

فیصل آباد (لائل پور) کے ایک گاؤں کی نمبرداری کی سیٹ خالی ہونے پر دیگر امیدواروں کے علاوہ

قادیانی بھی نمبرداری کے لئے آئے۔ معاملہ اسسٹنٹ کمشنر کے سپرد ہوا۔ انہوں نے جانچ پڑتال کے بعد مسلمان کو نمبرداری تفویض کر دی۔ ان دنوں فیصل آباد سرگودھا ڈویژن میں شامل تھا۔ قادیانی گروہ نے، سرگودھا کمشنر کے ہاں اپیل دائر کی۔ جو خارج کر دی گئی۔ انہوں نے ریونیو بورڈ میں اور وہاں سے مسترد ہونے پر عدالت عالیہ لاہور میں رٹ کر دی۔ لاہور ہائیکورٹ کے جسٹس میاں محبوب احمد نے کیس کی سماعت کی اور قادیانی موقف کو کمزور قرار دے کر رٹ خارج کر دی۔ عزت مآب میاں محبوب احمد بعد میں لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بھی مقرر ہوئے۔ یہ فیصلہ ۲؍دسمبر ۱۹۸۱ء کو دیا گیا۔

کیس نمبر ۱۰...... توہین رسالت کی سزا فیڈرل شریعت کورٹ

جناب ضیاء الحق نے اہانت رسول کی سزا قانون میں سزائے موت یا عمر قید مقرر کی۔ جناب محمد اسماعیل قریشی نے فیڈرل کورٹ میں کیس دائر کیا کہ اہانت رسول کی سزا صرف سزائے موت ہے۔ عمر قید کی سزا غیر شرعی ہے۔ فیڈرل کورٹ کے پانچ جج صاحبان نے کیس کی سماعت کی۔ چیف جسٹس گل محمد خان، جسٹس عبدالکریم کنڈی، جسٹس عبادت یار خان، جسٹس عبدالرزاق تھیم، جسٹس فداء محمد خان نے متفقہ طور پر فیصلہ دیا کہ اہانت رسول کی سزا سزائے موت ہے اور بس!

کیس نمبر ۱۱...... فیصلہ سپریم کورٹ آف پاکستان

مارشل لاء دور حکومت میں جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ قادیانیوں نے صریحاً قانون کی خلاف ورزی کی اور آئین شکنی پر اتر آئے۔ سول عدالتوں سے معاملہ ہائی کورٹ تک پہنچا۔ قادیانیوں کے کفر پر ہائی کورٹ نے بھی مہر تصدیق ثبت کی۔ قادیانیوں نے ہائی کورٹ کے ان فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیلیں دائر کیں۔ جوں جوں فیصلے ان کے خلاف ہوتے گئے۔ وہ سپریم کورٹ سے رجوع کرتے رہے۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۲ء تک کل اپیلوں یا رٹ، پٹیشنز کی تعداد آٹھ ہوگئی۔

آج سے سالہا سال قبل کراچی سپریم کورٹ میں سماعت شروع ہوئی تو قادیانیوں نے آئیں بائیں شائیں کی۔ سپریم کورٹ کے بنچ کے معزز جج صاحبان نے مقدمات، چیف جسٹس صاحب کو بھجوا دیئے کہ ان کی سماعت کے لئے بڑا بنچ تشکیل دیا جائے۔ ان دنوں چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس محمد افضل ظلہ تھے۔ انہوں نے ان کیسوں کی سماعت کے لئے پانچ رکنی بنچ تشکیل دیا۔

۱۹۹۱ء کے اواخر میں ان کیسوں کی سماعت کے لئے تاریخ مقرر ہوئی۔ قادیانیوں نے سماعت کے روز، وکیل کی مصروفیت کا عذر داغ دیا۔ سماعت ملتوی ہوگئی۔ جسٹس محمد افضل ظلہ صاحب ۱۹۹۲ء میں کئی ماہ کے لئے امریکہ وبرطانیہ کے دورہ پر گئے تو ربوہ میں یہ صدا گونجنے لگی کہ قادیانی لیڈران اور تحفظ حقوق انسانی کمیشن کے ارکان کی چیف جسٹس صاحب سے قادیانی مقصد براری کے لئے ملاقاتوں کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ قادیانی اس قسم کے مذموم پروپیگنڈے سے جو مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ہم اس سے بے خبر نہ تھے۔ چیف جسٹس صاحب واپس تشریف

لائے۔ بنچ تشکیل دیا جو جسٹس شفیع الرحمٰن، جسٹس عبدالقدیر چوہدری، جسٹس محمد افضل لون، جسٹس ولی محمد اور جسٹس سلیم اختر پر مشتمل تھا۔ مقدم الذکر اس بنچ کے سربراہ مقرر ہوئے۔ تاریخ مقرر ہوئی۔ سماعت کے روز عدالت میں مسلمانوں کے آنے سے قبل قادیانی بمع اپنے وکیلوں کے براجمان تھے۔ ہمارا ماتھا ٹھنکا کہ اس دفعہ یہ پھرتیاں کیوں؟۔ ربوہ میں ہونے والا پروپیگنڈہ بھی ہمارے سامنے تھا۔ قادیانیوں نے اس بار مسٹر فخرالدین جی ابراہیم بوہری کو بھی وکیل کیا ہوا تھا۔ خود بھی ان کی ٹیم بڑے غرور وتکبر سے جمع تھی۔

پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے اٹارنی جنرل مسٹر عزیز اے منشی کے علاوہ چاروں صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل اور وزارت مذہبی امور کی طرف سے ماہر قانون دان جناب سید ریاض الحسن گیلانی پیش ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مکرم محترم جناب راجہ حق نواز صاحب وائس چیئرمین پاکستان بار کونسل اور فدائے ختم نبوت، محافظ ناموس مصطفیٰ جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پیش ہوئے۔ قادیانی اپنے اثر ورسوخ، مال ودولت پر نازاں تھے اور مسلمان محمد عربی ﷺ کے امتی ہونے کے ناطے رب کریم کے حضور اس کی رحمت کے طلب گار تھے۔ حق وباطل کا معرکہ ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ان تمام کیسوں میں فریق رہی ہے۔ حتیٰ کہ بلوچستان ہائی کورٹ کے فیصلوں میں تو مدعی بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مجاہد مبلغ مولانا نذیر احمد تونسویؒ تھے۔ سپریم کورٹ میں سماعت کی تاریخ کا اعلان ہوتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا احمد میاں حمادی، فقیر اللہ وسایا راولپنڈی پہنچ گئے۔ معاونت کے لئے مولانا محمد عبداللہؒ، قاری محمد امینؒ، حکیم قاری محمد یونسؒ، اراکین شوریٰ، مجاہد مبلغ مولانا عبدالرؤف ازہریؒ اور مولانا محمد علی صدیقی مبلغ میرپور سندھ کمربستہ ہوگئے۔ مولانا قاری احسان الحق، مولانا محمد شریف ہزاروی، شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف، مولانا نذیر احمد فاروقی، اسلام آباد کے جناب ایم سلیم، مولانا قاری زرین احمد اور دوسرے حضرات راولپنڈی سے (جن حضرات کے نام یاد نہیں ان سے معذرت) اپنے رفقاء سمیت ہر روز عدالت عظمیٰ میں تشریف لاتے۔ مسلمانوں کی طرح قادیانیوں نے بھی اس میں گہری دلچسپی لی۔ کاروائی کے آغاز سے عدالت کا ہال اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ناکافی ہوتا۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب بھی سماعت کے دوران میں اسلام آباد تشریف لائے اور فقیر اللہ وسایا سے نہ صرف کیس کی تفصیلات دریافت فرمائیں بلکہ ہر قسم کی سرپرستی واعانت سے نوازا۔ ۳۰؍جنوری ۱۹۹۳ء سے ۳؍فروری تک مسلسل پانچ روز سماعت ہوئی۔ میجر ریٹائرڈ میر افضل اور میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس نے بھی مسلمانوں کی طرف سے اپنا بیان ریکارڈ کرایا۔

قادیانیوں کی بحث ہوگئی تو جناب ریاض الحسن گیلانی کا بیان ہوا۔ بڑا معتدل، واضح اور ایمان پرور بیان تھا۔ جناب محمد اسماعیل قریشی نے اپنی ایمانی جرأت سے عدالت عظمیٰ کے درودیوار کو مسحور کیا۔ ان کے بیان کا ہر ہر لفظ اہل اسلام کی روح کی بالیدگی اور قادیانیوں کی رگ جان کے لئے نشتر ثابت ہورہا تھا۔ جناب عزیز اے منشی اٹارنی جنرل آف پاکستان نے متعدد سپریم کورٹوں کے فیصلہ جات، امریکہ، بھارت، آسٹریلیا، فرانس کی عدالتوں کے حوالہ جات دے کر قانونی لحاظ سے جنگ جیت لی۔ آخری دن پھر قادیانی جماعت کے وکیل فخرالدین جی ابراہیم بوہری نے

بحث کو سمیٹا۔ عدالت عظمیٰ نے اعلان کیا کہ کوئی شخص اگر عدالت کی معاونت کے لئے اپنا تحریری بیان داخل کرانا چاہے تو اجازت ہے۔ عزت مآب جناب راجہ حق نواز صاحب پہلے ہی عدالت سے درخواست کر چکے تھے کہ وہ تحریری بیان داخل کرائیں گے۔ چنانچہ راجہ صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اول مفکر اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے علیحدہ علیحدہ اپنے بیانات تحریری عدالت کو بھجوائے۔ حضرت المخدوم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا بیان ''عدالت عظمیٰ کی خدمت میں'' کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر نے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا۔ راجہ صاحب نے قانونی طور پر اور حضرت لدھیانویؒ نے شرعی اور عقلی دلائل سے جہاں اہل اسلام کی بھرپور وکالت فرمائی، وہاں عدالت عظمیٰ کے لئے بھی یہ دونوں بیانات بڑی ہی وقعت رکھتے ہیں۔

۳رفروری ۱۹۹۳ء کو مقدمہ کی سماعت مکمل ہو کر فیصلہ محفوظ ہوا۔ اس کے ٹھیک دوسرے دن ۵رفروری ۱۹۹۳ء کو قادیانی جماعت کے بھگوڑے سربراہ مرزا طاہر نے لندن میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

۱...... دیر سے (مقدمات) دائر کئے تھے۔ سالہا سال پہلے سے۔ لیکن ہماری عدالت عالیہ خود بہتر جانتی ہے کہ کس حکمت کے پیش نظر مگر ان مقدمات کو سننے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔ (جھوٹ۔ حالانکہ خود قادیانی سماعت کی تاخیر کا باعث بنے۔)

۲...... اب فضا بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔

۳...... میں پاکستان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچائے گئے ہو۔

۴...... اس ملک کے دن پھر جائیں گے۔

۵...... ضرور یہ ملک حق کی طرف واپس نہیں لوٹتا تو لوٹا دیا جائے گا۔

۶...... یہ خدا کی تقدیر کی طرف بہت پیارا مجھے اشارہ دکھائی دیا ہے۔ جیسی لمبی اندھیروں کی رات کے بعد روشنی کی رمق دکھائی دے۔

۷...... بعض دفعہ بجھا ہوا دل ایک دم کھل اٹھتا ہے۔

۸...... اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ یہ زمانے بدل دے گا۔

۹...... آخر اتنی لمبی رات کے بعد پاکستان میں بھی نور کی ایک شعاع پھوٹی ہے۔

(ماہنامہ بینات کراچی ص۴۰،۴۱، بابت اگست ۱۹۹۳ء)

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ میں ہزارہا قادیانی سازشوں کا تانا بانا ٹپک رہا ہے۔ اہل اسلام فکر مند تھے۔ اس لئے کہ اگر فیصلہ دلائل کی بنیاد پر ہوتا ہے تو اہل حق کی فتح ظاہر وبیّن تھی اور اگر پالیسی کی بنیاد پر ہوتا ہے تو ہزاروں خدشات موجود تھے۔ اللہ رب العزت کا کرم ہوا۔ عدالت عظمیٰ کا وقار بڑھا۔ قدرت نے دست گیری فرمائی۔ رحمت حق سایہ فگن ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کی امت پر شفقتوں ورحمتوں کے نزول میں موسلا دھار بارش کی طرح اضافہ ہوا۔ ورنہ اس مندرجہ بالا اقتباس کے باعث قادیانی سازش عیاں تھی۔ ماہنامہ بینات سے ذیل کے اقتباس سے امت محمدیہ کی پریشانی کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں:

’’ہم اپنی معزز عدالت سے درخواست کریں گے کہ غلامان محمد عربی ﷺ ایک عجمی سازش کے ہاتھوں نہایت ہی مظلوم ہیں۔ خداوند کریم کے احکامات، محمد عربی ﷺ کے فرامین، شریعت محمدیہ، امت مسلمہ کے اجماع، پاکستان واسلامی ممالک کے فیصلوں، وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ، اپیل بنچ کے فیصلہ، ہائی کورٹ کے فیصلوں کی موجودگی میں ان کے خلاف یہ قادیانی سربراہ کیا بک رہا ہے۔ وہ کیا تاثر دینا چاہتا ہے۔ یہ توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ آپ کی توجہ عالیہ کا مستحق ہے۔ ہر چند کہ بعض ضروری فوری مقدمات کی سماعت کے باعث فیصلہ سنانے میں تاخیر ہوئی۔ مگر اب تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ اسلامیان پاکستان آپ کے فیصلہ کو سننے کے لئے بے تاب ہیں .... عدالت عالیہ میں محفوظ فیصلہ پر رائے زنی کرنا، قادیانی سرشت ہے۔ ہم اس پر قطعاً ایک لفظ قبل از وقت نہ کہتے۔ لیکن قادیانیت کی ہر سازش کا پول کھولنا، قادیانیوں کے سربراہ کے ایک ایک لفظ وحرکت پر نظر رکھنا، اس کا احتساب کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔‘‘ (ص ۴۹ بالا)

حضرت قبلہؒ کی بیقراری

غرضیکہ کفر واسلام کی اس جنگ میں فریقین نبرد آزما تھے۔ فیصلہ کے صادر ہونے میں جتنی تاخیر ہوتی گئی اتنے ہی قادیانی پراپیگنڈہ سے مسلمانوں کے کان پک گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ حضرت مخدوم المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ عمرہ کے لئے حجاز مقدس کے سفر پر تھے۔ وہ ساعت کی کاروائی سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے فون کرتے رہے۔ حضرت لدھیانویؒ کے حکم پر ملک بھر کے دینی مدارس کے تحفیظ القرآن کے مدارس کو اجتماعی دعاؤں کے لئے متوجہ کیا گیا۔ رحمت حق جوش میں آئی اور ۳؍جولائی ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ دیا۔ جس کی رو سے تمام قادیانی درخواستیں، اپیلیں، رٹیں خارج کردی گئیں۔ سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کے کفر پر مہر لگادی۔ قادیانیت رسوا ہوئی۔ اسلام اور مسلمان جیت گئے۔ مرزا طاہر کی نور کی شعائیں قادیانیت کے لئے ایک بار پھر گھٹا ٹوپ اندھیرا ثابت ہوئیں۔ فلحمد لله حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه!

پانچ جج حضرات میں سے چار جج حضرات نے متفقہ فیصلہ سے قادیانی موقف کو مسترد کیا اور عزت مآب جسٹس عبدالقدیر چوہدری کے مبارک ہاتھوں سے لکھے ہوئے فیصلہ سے اتفاق کیا۔ ایک جج جو خیر سے بنچ کے سربراہ بھی تھے شفیع الرحمٰن صاحب، انہوں نے جزوی طور پر امتناع قادیانیت آرڈیننس کی بعض شقوں کو آئین سے متصادم قرار دیا۔ گویا انہوں نے بھی اس آرڈیننس کو اسلامی احکامات کے خلاف قرار نہیں دیا۔ بلکہ پیراگراف نمبر ۳۴ میں واضح طور پر لکھا کہ:

’’جہاں تک دفعہ ۲۹۸سی کی شق کا تعلق ہے۔ اس کی رو سے کسی خاص گروہ یا عام لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنا قابل تعزیر ٹھہرایا گیا ہے۔ وہ مذہبی آزادی یا آزادی تقریر کے منافی نہیں ہے۔ کسی شخص کو یہ بنیادی حق حاصل نہیں۔ نہ ہی ایسا حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب یا عقیدہ کی تبلیغ کرتے وقت دوسروں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرے۔ پس دفعہ ۲۹۸سی کی شق (الف) و(ہ) دستور کا آرٹیکل ۱۹، ۲۰، اور ۲۶ (۳) میں شامل احکام کے عین مطابق ہے۔‘‘

دنیا جانتی ہے کہ ہمارا قادیانیوں سے یہی جھگڑا ہے کہ وہ قادیانیت کو جب عین اسلام قرار دے کر پیش کرتے ہیں تو اس سے نہ صرف یہ کہ اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ بلکہ مسلمانوں کا تشخص اور دل بھی مجروح ہوتا ہے۔

البتہ جسٹس موصوف نے تحریر کیا کہ:

’’کسی احمدی کا ایسا بیج لگانا، جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہو نہ تو مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرنے کا مترادف ہے۔ نہ ہی خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے برابر۔‘‘ (ملاحظہ ہو پیرگراف نمبر۲۲)

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جسٹس خلیل الرحمٰن صاحب اپنے فیصلہ میں قرار دے چکے ہیں کہ قادیانی جب محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہوتا ہے۔ جیسا کہ ان کے لٹریچر سے ثابت ہے۔ نیز ایک شخص شراب کی بوتل پر آب زمزم کا بورڈ لگادے یا بکرے کے گوشت کا بورڈ لگا کر خنزیر کا گوشت فروخت کرے تو کیا یہ قابل اعتراض وقابل گرفت ہے یا نہیں؟ کفر کے سینہ پر کلمہ طیبہ کا بورڈ لگا دینا بھی اسی طرح ہی ہے۔ نہ معلوم اتنی عام فہم بات ہمارے جج صاحب کی سمجھ میں کیوں نہیں آئی۔ جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب سے درخواست ہے کہ یہ آپ کا پہلا اعتراض نہیں۔ آپ سے پہلے آپ کے پیشہ سے تعلق رکھنے والے جسٹس منیر صاحب یہ سوال کر چکے ہیں اور اس کا امت محمدیہ کی طرف سے جواب بھی دیا جاچکا ہے۔ اسلامی شعائر ومخصوص اصطلاحات قادیانی استعمال کریں تو کیوں ناقابل برداشت ہے؟۔ سوال وجواب ملاحظہ ہو۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فرمایا کہ:

’’تحقیقاتی عدالت میں یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ مسلمان لوگ مرزائیوں کی تقریروں اور تحریروں سے اس لئے بھی مشتعل ہوتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کی مخصوص اصطلاحات کو استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ لوگ مرزا قادیانی کی بیوی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں۔ اس پر مسٹر منیر نے مرزائی وکیل سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ سیدۃ النساء کا معنی ہے ’’عورتوں کی سردار‘‘ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ اپنے فرقہ کی عورتوں کی سردار تھیں۔ اس پر مسٹر منیر نے میری طرف دیکھا تو میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ جناب اگر چماروں کی کوئی پنچایت ہو اور ان کا سرپنچ کسی معاملہ کا فیصلہ کرے اور پھر ان چماروں میں سے کوئی آدمی سرپنچ کی جگہ چیف جسٹس کا لفظ بولے اور یوں کہے کہ ہمارے چیف جسٹس نے یوں فیصلہ دیا ہے تو کیا اس طرح کہنا جائز ہوگا؟۔ مسٹر منیر نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ قانوناً اس طرح کہنا جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ لفظ عدالت عالیہ کے ججوں کے لئے مخصوص ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ یہ لوگ ہم مسلمانوں کی اصطلاحیں استعمال کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کی بیوی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ کسی نبی کی بیوی کے لئے نہیں بولا گیا۔ بلکہ خود حضور نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے لئے نہیں بولا گیا۔ بلکہ حضور ﷺ کی تین بیٹیوں کے لئے بھی نہیں بولا گیا۔ یہ لفظ صرف حضور ﷺ کی چوتھی بیٹی حضرت فاطمۃ الزاہراءؓ کے لئے مخصوص ہے۔ جس کو اب یہ لوگ بلاتکلف استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کا دل دکھاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اخبار الفضل نکال کر دکھایا جس میں مرزا قادیانی کی بیوی کے انتقال کے موقع پر پہلے صفحہ پر جلی حروف میں یہ سرخی دی گئی تھی

کہ سیدۃ النساء کا انتقال۔ اس پر ججوں نے کہا تھا کہ اس پر مسلمانوں کا مشتعل ہونا حق بجانب ہے۔“

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۱۸۳،۱۸۴)

جسٹس منیر ایسا قادیانی نواز شخص تو اس جواب پر مطمئن ہوگیا تھا۔ نہ معلوم جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب مطمئن ہوئے یا نہیں۔ تاہم یہ ان کا معاملہ ہے۔ لیکن اتنی درخواست ضرور ہے کہ وہ جسٹس منیر کے انجام کو ضرور سامنے رکھیں کہ آج بھی پارلیمنٹ سے لے کر عدالت تک ہر شخص اس پر پھٹکار بھیجتا ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار!

قدرت حق کا کرشمہ دیکھئے کہ بنچ کے سربراہ کے فیصلہ کے خلاف چاروں معزز اراکین بنچ کا متفق ہوجانا ہمارے خیال میں .... اتنا ہی کافی ہے۔ (اس سے بڑھ کر حق کی اور کیا فتح ہوسکتی ہے؟۔)

جناب جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب کے تمام خدشات مزعومہ کا عزت مآب جسٹس عبدالقدیر چوہدری صاحب کے گرانقدر قیمتی وسنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق تاریخی فیصلہ میں جواب آ گیا ہے۔ لہٰذا محض طوالت سے بچنے کی غرض سے اس پر مزید تبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں۔

۳ر جولائی ۱۹۹۳ء کو یہ فیصلہ سنایا گیا۔ غرض یہ تمام تر عدالتی کامیابی ہمارے حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمدؒ کی محنت، شاقہ، قیادت بابرکت اور نیم شبانہ دعاؤں کا صدقہ ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذالك!

پروفیسر حافظ محمد انور ندیم شہید کردیئے گئے

گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز ون یونٹ چوک بہاولپور کے پروفیسر محمد انور ندیم اپنے فرزند کے ساتھ موٹر سائیکل پر جاتے ہوئے شہید کردیئے گئے۔ مرحوم جمعیت طلباء اسلام کے عروج کے زمانہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ساری زندگی اہل حق کے ساتھ تعلق رکھا۔ مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ خدمت خلق ان کے رگ وریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائیں۔ ادارہ لولاک ان کے ورثاء کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

قاضی قمر الصالحین کو صدمہ

شاہی مسجد شجاع آباد کے خطیب اور خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے نواسے مولانا قاضی قمر الصالحین کی اہلیہ محترمہ ۲ر رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ کو انتقال فرماگئیں۔ ان کی نماز جنازہ ابن امیر شریعت مولانا پیرجی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری نے پڑھائی۔ جنازہ میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ادارہ لولاک ان کے غم میں برابر کے شریک اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قاضی صاحب موصوف سے مل کر تعزیت کی۔

اک دیا اور بجھا!

حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم

۵رمئی ۲۰۱۰ء شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ طویل علالت کے بعد اس جہان فانی سے عالم بقاء کو چل بسے۔''فانا للہ وانا الیہ راجعون ''اس دور قحط الرجال اور عالم اضطراب میں حضرت خواجہ صاحبؒ کا وجود اللہ کا انعام تھا۔ بولتے بہت کم تھے لیکن ان کی خاموشی میں روحانی بلاغتوں کا سمندر موجزن تھا۔

وہ اپنے اسلاف کے مقدس قافلہ کی حسین یادگار تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر کی حیثیت سے ان کی ملکی و بین الاقوامی خدمات تاریخ کا روشن باب ہیں۔ اصلاح قلب ونظر میں ان کا کردار قابل تحسین ہے۔ جس کے عملی شواہد آپؒ کی نماز جنازہ کے موقع پر دیکھنے میں آئے۔ ایسا لگتا تھا کہ پورا ملک خانقاہ سراجیہ کندیاں میں امنڈ آیا ہے۔

یہ ناچیز، حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا ہم سفر تھا۔ ہم اسلام آباد سے میانوالی پہنچے تو ٹریفک کا ایک سیلاب دیکھنے میں آیا۔ جو بہ دیدہ تر خانقاہ سراجیہ کی طرف رواں دواں تھا۔ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے پنجاب کے وزیراعلیٰ سے فون پر رابطہ کر کے انتظامی امور پر انہیں متوجہ کیا۔ پولیس کی بھاری نفری نے انتھک کوشش کے بعد ہماری گاڑیوں کے لئے راستہ بنایا اور ہم آج پہلی بار زندگی میں اس جگہ غم واندوہ سے ٹوٹ کر پہنچے۔ جہاں ہمیشہ راحتوں اور مسکراہٹوں سے مالا مال ہوتے رہے۔ حضرت مرحوم کے فرزند جو اپنے باباجی کی جدائی کے غم میں نڈھال نظر آئے۔ ہمیں دیکھتے ہی تڑپ اٹھے۔ ہمیں بھی تڑپایا پھر حضرتؒ کے کمرہ میں لے گئے۔ جہاں حسب معمول ایک خاموشی طاری تھی۔ لیکن آج کی خاموشی میں حضرت خواجہ مرحوم ومغفور کی آنکھوں کی چمک اور ہونٹوں کا وہ دلنواز تبسم جب نظر نہ آیا تو دل پر وہ گذری جو الفاظ میں نہیں لائی جاسکتی۔ اگر قرآن کریم نے یہ تسلی نہ دے رکھی ہوتی کہ یہ جدائی عارضی اور کم وقت کے لئے ہے۔ بہت جلد عقبیٰ کی منزل پر ملاقات ہونے والی ہے تو نہ معلوم شدت غم میں ہم پر کیا گذرتی۔

قدرت کے یہی تو وہ فیصلے ہیں جہاں انسان بے بس ولاچار نظر آتا ہے۔''انا للہ وانا الیہ راجعون''خانقاہ سراجیہ میں (جیسا کہ عرض کر چکا ہوں) پورے ملک سے شمع طریقت کے پروانے قطار اندر قطار آرہے تھے۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مفکر اسلام حضرت مفتی محمودؒ کے بعد آج اس فقیر کی نماز جنازہ پر جو ہجوم دیکھنے میں آیا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ ایک ایمبولینس میں سفر آخرت کا اہتمام تھا۔ طے یہ پایا کہ میت ایمبولینس ہی میں رہے گی۔ تاکہ اژدھام کی بدمزگی سے بچا جاسکے۔ تاہم جب ایمبولینس گھر سے نکالی تو لوگ والہانہ چمٹ گئے۔ بڑی مشکل سے آہستہ آہستہ گاڑی جنازہ گاہ (ایک کھلا میدان) پہنچی۔ لیکن اس امید پر کہ شاید آخری دیدار کا شرف نصیب ہو۔ لوگ شدت جذبات میں گاڑی کے اطراف پر ٹوٹ پڑے۔ اس شدت کے ساتھ نماز جنازہ کی ادائیگی مشکل ہوگئی۔ کسی کی بات نہیں مانتے تھے۔

بالآخر میں نے مائیکروفون ہاتھ میں لے کر لوگوں سے کہا کہ یہ نادان دوستوں کا انداز ہے۔ اپنے محبوب

کی روح کو اذیت دے کر آپ کیا حاصل کریں گے؟۔ دیدار یہاں نہیں ہوگا۔ اب آخرت میں ملاقات ہوگی۔ تم اچھے اور اطاعت گذار دوستوں کی طرح یہاں سے ہٹ جاؤ۔ تاکہ نماز جنازہ ادا کی جاسکے۔ بحمد اللہ! یہ اپیل کارگر ہوئی۔ حضرت مرحوم ومغفور کے فرزند، مخدوم زادہ خلیل احمد سلمہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (جنہیں بعد ازاں حضرتؒ کا جانشین بھی بنایا گیا)

میں نے حضرتؒ کی تدفین کے بعد کچھ دیر کے لئے ''آج کے دن'' کی مناسبت سے گفتگو کی۔ جس کی صدارت مخدوم زادہ عزیز احمد سلمہ اور دیگر متعلقہ عزیزوں نے کی۔ پہلی بار خانقاہ سراجیہ سے بوجھل دل ورلرزیدہ قدوم سے راولپنڈی واپس آ گئے۔ خانقاہ سراجیہ تا راولپنڈی ذہن حضرت خواجہ صاحبؒ کے ساتھ تقریباً نصف صدی پر پھیلی یادوں کے زیروبم میں کھوریا رہا۔ غالباً ۱۹۷۳ء میں گوجرہ ضلع فیصل آباد میں حضرت سے روحانی تعلق کا آغاز ہوا۔ حضرت والد گرامی سید غلام سرور مرحوم کے بعد حضرت خواجہ مرحوم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جو تادم آخر بحمد اللہ حضرت کی شفقتوں کے زیر سایہ پروان چڑھتا رہا۔

ایک سفر مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ، سید محمد بنوریؒ اور حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کے ساتھ بنگلہ دیش کا ہوا۔ ڈھاکہ میں خانقاہ سراجیہ کا ایک روحانی مرکز قائم ہے۔ شمس الضحیٰ خان مرحوم جو حضرت کے والہانہ عقیدتمندوں میں سے تھے، نے یادگار خدمات انجام دیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت بنگلہ دیش کے لئے باڈی تشکیل دی اور چٹاگانگ، ڈھاکہ میں تبلیغی کانفرنسوں میں شرکت کی۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے چلائی گئی ہر تحریک میں مفکر اسلام حضرت مفتی محمودؒ، علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہم کے ساتھ رفاقت رہی۔ کراچی، کوئٹہ، لاہور، ملتان، راولپنڈی، حیدرآباد اور ملک کے دیگر مرکزی مقامات پر ختم نبوت کانفرنسز میں حضرت مرحوم کے ساتھ رہا۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے موقع پر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے رکن کی حیثیت سے ناچیز ہر مرحلہ پر موجود رہا۔ حضرت کی مربیانہ شفقتوں کا تذکرہ ایک ضخیم کتاب چاہتا ہے۔ جبکہ میں تو دوران سفر ماضی کی ان یادوں میں غوطہ زن ہوں۔

بیتے دن کچھ ایسے ہیں تنہائی جنہیں دہراتی ہے

۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۶ء تک بیرونی اسفار بالخصوص برطانیہ میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں میں حضرت کے ساتھ بیتے ہوئے لمحات ناقابل فراموش ہیں۔ لندن، برمنگھم، گلاسگو، ایڈنبرا، مانچسٹر اور بریڈفورڈ سمیت یوکے میں کئی اور مقامات پر منعقدہ کانفرنسوں میں خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کی خاموش مگر پرجوش صدارت اور عبدالمجید ندیم کا بیان ایک پہچان بن گیا تھا۔

۱۹۹۶ء سے حضرت اقدس کے حکم پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا رکن چلا آ رہا ہوں۔ ۲۰۰۱ء میں صدیق آباد (سابق ربوہ) میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں حضرت مرحوم نے اس ناچیز کو دستار بندی کے شرف سے نوازا۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل نسیم صبح تیری مہربانی

من آنم کہ من دانم......خوب جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں؟ اپنی بے سروسامانیوں اور حضرت کے بے پایاں مہربانیوں سے مزین ماضی کی یادوں میں خانقاہ سراجیہ تا راولپنڈی کا سفر طے ہوا۔ موجودہ حالات کی جراحتوں پر حضرت مرحوم کا وجود شافی مرہم تھا۔ ان کی قلندری سکندری پر خندہ زن رہی اور ان کے فقر نے شاہانہ کج کلاہی کا غرور توڑا۔ وہ اقلیم قلب کے تاجدار، اقبال کے اس خوبصورت تاثر کے امانت دار تھے۔

اس پیکر خاکی میں اک شی ہے، سو وہ تیری میرے لئے مشکل ہے، اس شی کی نگہبانی

عزیز مکرم، مخدوم زادہ عزیز احمد، خلیل احمد، سعید احمد، نجیب احمد، رشید احمد کے سر سے شفقت پدری کا سایہ تو اٹھا ہی ہے۔ لیکن یہ عامۃ المسلمین کے لئے بہت دردناک المیہ ہے۔ اس قحط الرجال کے دور اضطراب میں حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کا سانحہ ارتحال جس کا عملی مظاہرہ نماز جنازہ میں لاکھوں اشکبار انسانوں کا ایک سمندر موجزن دیکھنے میں آیا۔ عزیز مکرم مولانا فضل الرحمٰن بھی قابل تعزیت ہیں کہ ان کی جماعت ایک ایسے روشن ضمیر سرپرست سے محروم ہوئی۔ بظاہر جس کا ازالہ ممکن نظر نہیں آتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت، کارکنان، اراکین مرکزی شوریٰ اور قائم مقام امیر محترم ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر (جو نماز جنازہ کے موقع پر موجود تھے) دلگرفتہ وافسردہ ہیں۔ ہم سب کی نگاہوں سے اوجھل ہو جانے والا ہمارا محبوب یہ کہتا چلا گیا۔

فقیرانہ آئے صدا کر چلے میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

اگلے روز (۶؍مئی ۲۰۱۰ء کو) پی۔ٹی۔وی والوں نے عزیز مکرم مولانا عبدالغفور حیدری اور راقم الحروف کو صبح سوادس بجے ایک تعزیتی پروگرام میں مدعو کیا۔ جس میں ہماری مختصر سی گفتگو کے دوران ٹیلی فون پر مخدوم زادہ عزیز احمد سلمہ کے تاثرات بھی شامل کئے گئے کہ: ’’ہمارے بابا گفتار کے نہیں کردار کے غازی تھے۔‘‘ ان کا کہنا تھا کہ: ’’جس کو ہماری خاموشی سے کچھ نہیں ملتا وہ ہماری گفتگو سے کیا پائے گا؟‘‘

حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا

۷؍ستمبر ملک بھر جوش وجذبہ کے ساتھ منایا گیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کی یاد میں ۷؍ستمبر ۲۰۱۰ء کو ملک بھر میں تقریبات منعقد ہوئیں۔ جن میں عہد کیا گیا کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان فیصلہ کے خلاف کسی قسم کی سازش برداشت نہیں کی جائے گی۔ حسن اتفاق کہ اس سال ۷؍ستمبر، ۲۷؍رمضان المبارک کے روز آیا۔ ۲۷؍رمضان المبارک میں ملک وملت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کا عہد کیا گیا اور دعائیں کی گئیں۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی کے لئے دعائے صحت کی اپیل

معروف جماعتی ورکر اور ماہنامہ لولاک کے جلالپور پیروالا میں تقسیم کنندہ مولانا عبدالرحمٰن جامی کافی عرصہ سے علیل چلے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

ملفوظات ...... شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ!

ترتیب: محمد بن یامین کمبوہ

۱...... اللہ والوں کی جوتیوں میں وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔

۲...... لاہوریو! میں اتمام حجت کر رہا ہوں۔ میں اپنے خدا اور رسول ﷺ کو بری الذمہ کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ لوگ قیامت کو یہ نہ کہیں کہ ہمیں کوئی ڈرانے والا اور سنانے والا نہیں آیا تھا۔ ’’ربنا ماجاء نا من بشیر ولا نذیر‘‘

۳...... میں آپ کو بیدار کر رہا ہوں۔ پٹواری سے گورنر تک آپ کا کوئی بھی خیر خواہ نہیں ہے۔ اگر آپ کا کوئی خیر خواہ ہے، تو وہ اللہ والا ہے۔ جو آپ سے کھانے کو نہ مانگے۔ دروازہ محمدی ﷺ کا غلام ہو۔ اس کے ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے ہاتھ میں مشعل سیرت خیر الانام ہو اور وہ ان دونوں نوروں کی روشنی میں آپ کی راہنمائی کرے۔

۴...... اللہ والوں کی صحبت میں استغنا عن الخلق اور احتیاج الی اللہ کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

۵...... جو نماز نہ پڑھے وہ بدمعاش، جو روزے نہ رکھے وہ بدمعاش، میں فتویٰ دیتا ہوں۔ جاؤ علماء سے جاکر کہہ دو کہ احمد علی اس طرح کہتا ہے۔ عربی میں دو لفظ ہیں۔ فاسق وفاجر، ہماری زبان میں ان کا ترجمہ ہے۔ بدمعاش، وہ بدمعاش ہے جس کی زندگی اسلامی قوانین کے خلاف ہو۔

۶...... جب لال قلعے کے سامنے عصمتیں لٹنے لگیں تو اللہ تعالیٰ کو غیرت آئی۔ وہ لاکھوں میل دور سے چوہڑے لایا۔ تم پر مسلط کر دیئے۔

۷...... اللہ تعالیٰ نہایت ہی نازک مزاج محبوب ہے۔ اگر تم لینے نہیں آؤ گے تو وہ دینے نہیں آئے گا۔

۸...... ہر کام میں حصول رضائے الٰہی مطلوب ہونی چاہئے۔

۹...... قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ کی تشریح دو جملوں میں کی جاسکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کو عبادت اور خلق خدا کو خدمت سے راضی رکھو۔

۱۰...... رشتہ داروں اور دوستوں کو راضی رکھنے کا یہ طریقہ ہے کہ ان سے اپنا حق نہ مانگو اور ان کے حق بغیر مانگے ادا کرتے رہو۔

۱۱...... حقوق اللہ وحقوق العباد پر قرآن مجید سے کوئی کتاب بہتر نہیں بولتی ہے۔

۱۲...... تم کو مسجد کی چٹائیوں پر بیٹھ کر قرآن مجید سننے میں عار آتی ہے۔ تو تمہاری کوٹھیوں میں چل کر جانا ہمارے جوتے کی بھی توہین ہے۔

۱۳...... جو تم سے روٹی مانگے وہ حق بات نہیں کہہ سکتا۔ تم کہتے ہو ملا بے ایمان! تم نے انگریزوں کے سامنے اپنی لڑکیاں پیش کیں۔ تمہارا منہ کالا، چکلے تمہارے دم سے آباد، سینماؤں میں تمہارا اتفاق، وہاں وہابی، سنی اور شیعہ تمام متفق، وہاں تم بیویاں اور بیٹیاں لے کر جاتے ہو یا مولوی جاتے ہیں؟ اگر مولوی سوکھے ٹکڑے کھا کر قرآن کو سنانے کے لئے نہ نکلتا تو ہندوستان میں اسلام ختم ہو جاتا۔ سرکاری سکول کا پرائمری پاس ملازم ہو جاتا تھا۔ مگر علمائے دیوبند اور سہارن پور سے فارغ التحصیل ہو کر آتے تو ان کو دفاتر میں کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا۔ تمام علوم متداولہ کے فارغ ملا ملونٹے اور کالج میں عربی کے چند لفظ پڑھ کر تم لوگ علامہ بن جاتے ہو۔

۱۴...... ہنڈیا میں جو ہوتا ہے وہی رکابی میں آتا ہے۔ پیٹ میں حرام ہو تو نیک عمل نہیں ہوتا۔

۱۵...... عالم دین ہو، حافظ قرآن ہو، حج بھی کر آیا ہو، زکوٰۃ کی پائی پائی ادا کرے اور مر جائے اور ضعیف والدین ہاتھ اٹھا کر بددعا کریں کہ الٰہی ہم تو اس پر راضی نہیں ہیں تو اس پر جنت کے آٹھوں دروازے بند اور اس کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

۱۶...... جن لوگوں نے لارڈ کارنوالس کے عہد میں قرآن مجید کی بجائے رواج پر عمل کرنے کا اعلان کیا تھا۔ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ وہ لوگ کافر ہیں اور اگر وہ بغیر توبہ کے مرے ہیں تو ان کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں۔ اگر دیکھنا چاہو تو فسٹ کلاس کا کرایہ خرچ کرو اور ہندوستان سے ایسے بزرگ لاؤ جو قبر پر کھڑے ہو کر تم کو بتادیں کہ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں ایک گڑھا ہے۔ تم نے سمجھ رکھا ہے کہ رسول خدا ﷺ کی ساری امت اندھی ہے۔ قرآن کے پورے ڈیڑھ صفحے کا انکار ہے۔ حالانکہ ایک لفظ کا انکار بھی کفر ہے۔

۱۷...... ایک دانہ زائد نہیں کھا کر مرو گے اور نہ ہی ایک دانہ چھوڑ کر مرو گے۔ رات دن روٹی روٹی کی پکار ہے۔

۱۸...... میں نے اپنے تینوں بیٹوں کو تین وصیتیں کیں۔ (۱) کیمیاگری میں مبتلا نہ ہونا۔ (۲) عملیات کے پیچھے نہ پڑنا۔ (۳) اور کسی کی ضمانت نہ دینا۔ کیونکہ خواہ مخواہ مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے اور اس طرح سے دین کی خدمت میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ آج کل مسلمانوں میں اخلاقی گراوٹ اور معاملات میں بددیانتی کی شکایت کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آج کا مسلمان وہ ہے جو لے کر نہ دے۔ اگر لے کر دے تو صورت وسیرت سے اس کو مسلمان سمجھئے۔ مجھ سے اکثر لوگوں نے کم وبیش رقم مستعار لی اور لینے کے موقعہ پر کہتے رہے کہ جاتے ہی بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں گے۔ مگر آج تک شاید ہی کسی نے کچھ واپس کیا ہے۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ مجھ کو ملنے والے یہی علماء وطلباء ہی میری برادری ہے۔ میرے پاس شرابی اور کبابی تو آنے سے رہے۔ جب میں ان کی جگہوں میں اتفاق سے جاتا ہوں وہ لوگ مجھ کو ملتے بھی ہیں۔ لیکن دیتے کچھ نہیں اور میں بھی شرم کی وجہ سے نہیں مانگتا۔

۱۹...... میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری کوئی نماز قضا نہ کرے اور صبح کا درس قرآن مجید کبھی نہ چھوٹے۔ اللہ چلتا پھرتا لے جائے۔ اپنے فضل سے سوء الکبر سے بچائے۔ مجھ کو چارپائی پر نہ لٹائے۔ تاکہ میرے لئے اور میرے تیمارداروں کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے۔ صبح کی نماز پڑھ کر درس قرآن مجید کے بعد اللہ تعالیٰ مجھ کو دنیا سے اٹھالے۔ لوگ مجھ کو میانی قبرستان میں پہنچا کر ظہر نماز واپس آکر باجماعت پڑھیں۔

۲۰...... آخری دنوں میں کبھی کبھی آواز سے فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے راضی ہوں تو جب چاہے مجھ کو بلالے۔

حضرت مولانا محمد شعیب جو آپ کے ممتاز خلفاء میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت کے چند ملفوظات نقل کروائے ہیں:

۱...... میرا اپنا سلسلہ قادری ہے۔ مگر میں سلاسل اربعہ کے بزرگوں کا ادب کرتا ہوں۔

۲...... حضرت مدنیؒ مرحوم میرے شیخ نہیں ہیں۔ لیکن میں اپنے مشائخ کی طرح ان کا ادب کرتا ہوں۔

۳...... طالب تین تاروں کے ساتھ اپنے شیخ سے کنکشن پیدا کرے تو کامیاب ہوتا ہے۔ عقیدت، ادب اور اطاعت۔

۴...... لوگ کہتے ہیں، بینا سارے اندھا کوئی کوئی۔ میں کہتا ہوں اندھے سارے بینا کوئی کوئی۔

۵...... مجھے جو موتی اپنے حضرات سے ملے ہیں۔ وہ اتنے قیمتی ہیں کہ اگر اللہ رب العزت دنیا کے تمام خزانے میرے ہاتھ پر رکھ کر فرمائے کہ یہ تمام خزانے لے لو اور ایک موتی دے دو تو میں عرض کروں گا کہ اے اللہ! مجھ کو دنیا کے خزانوں کی طلب نہیں۔ جن کو ان کی طلب ہے۔ یہ ان کو دے دے اور میرے پاس یہ موتی رہنے دے۔

۶...... ''نعم الامیر علی باب الفقیر، وبئس الفقیر علی باب الامیر '' بہترین امیر وہ ہے جو فقیر کے دروازے پر کھڑا ہے اور برا فقیر وہ ہے جو امیر کے دروازے پر کھڑا ہے۔

۷...... ''اطلبوا الستقامة ولا تطلبو الکرامة فان الاستقامة فوق الکرامة'' استقامت طلب کرو اور کرامت مت طلب کرو۔ اس لئے کہ استقامت کا درجہ کرامت سے اونچا ہے۔

۸...... اگر کوئی ہوا میں اڑتا ہوا آئے اور لاکھوں مرید لائے۔ مگر سنت نبوی ﷺ کا مخالف ہو تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر مت دیکھنا۔ اس کی بیعت کرنا حرام اور اگر کوئی کر چکا ہو تو توڑنا فرض عین ہے۔

۹...... دل کتنا ہی سخت ہو ذکر الٰہی کی متواتر ضربوں سے نرم ہو جاتا ہے۔ جس طرح سخت پتھر پر پانی ٹپکنے سے نشیب پڑ جاتا ہے۔

(ماخوذ: در فرید، تالیف مولانا عبداللہ شاہ صاحب استاذ الحدیث دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ)

ارباب مدارس کے لئے چند قابل غور امور!

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

کچھ عرصے سے ایک دینی بہن کی طرف سی خطوط موصول ہور ہے ہیں۔جن میں بہت ہی عمدہ تجاویز،ان کی فکر مندی، وسعت نظر اور خیر خواہی کا اظہار ہوتا ہے۔حال ہی میں ان کا ایک خط موصول ہوا۔جس میں انہوں نے چند تجاویز دی ہیں۔وہ خط قارئین کی خدمت میں اس لیے پیش کیا جا رہا ہے کہ ان میں سے بہت سے سوالات اور تجاویز مختلف مواقع پر کئی علماء کرام، ارباب مدارس اور دردمند احباب کی طرف سے سامنے آتی رہتی ہیں۔خیال ہے کہ وضاحت طلب امور کی وضاحت ہو جائے اور اسی طرح اس خط میں اکثر ایسے امور ہیں جو صرف مجھ سے متعلق نہیں بلکہ عمومی طور پر مذہبی طبقے سے گزارشات اور توقعات کے مترادف ہیں۔اس لیے قارئین ایک دینی بہن کا خط ملاحظہ فرمائیں اور اس کے آئینے میں اپنی دینی ذمہ داریوں اور اہداف و مقاصد کی تعیین اور لائحہ عمل کی تشکیل پر نظر ثانی فرمائیں۔وہ بہن لکھتی ہیں:

بخدمت جناب حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج بخیر

اللہ پاک نے محض اپنی قدرت کاملہ سے آپ کی شخصیت میں بہت سی خوبیاں جمع فرمادی ہیں۔قوت بیان، تحریکی سوچ، انتظامی صلاحیتیں، تدریس کا ملکہ، قائدانہ صلاحیت، وسیع الظرفی، خندہ پیشانی، اکابر کا اعتماد، تحفظ دینی مدارس کے لئے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، میڈیا پر دینی مدارس کے مؤقف کی صحیح ترجمانی اور اعتراضات کا بروقت اور صحیح جواب دینے کی صلاحیت جیسی بے شمار صفات اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ان احسانات و خدمات پر پوری امت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا اور آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور یہ خدمات انجام دینے کا موقع ملنے پر مبارکباد دیتی ہوں اور چند امور کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتی ہوں۔

ا...... ''جب انسان کسی اعلیٰ منصب پر فائز ہوتا ہے تو کام کے پھیلاؤ کی وجہ سے بلند سطح کے امور انجام دینے میں اتنا مصروف ہو جاتا ہے کہ بنیادی چیزوں کی طرف توجہ دینے کا موقع نہیں ملتا جس کی وجہ سے اداروں کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں۔یہی چیز حکومتی اداروں میں بھی ہورہی ہے کہ جو فیصلے اسمبلی میں ہور ہے ہیں۔غریب عوام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔عوامی مسائل شدت اختیار کر رہے ہیں اور ادارے کمزور ہو رہے ہیں۔آپ نے گزشتہ دور نظامت میں بڑے اہم امور انجام دیئے ہیں جو قابل قدر ہیں۔اب اللہ پاک نے آپ کو دوبارہ موقع عطا فرمایا ہے۔اس دور میں آپ مدارس کے داخلی اور بنیادی شعبے پر خصوصی توجہ فرمائیں۔کیونکہ دینی مدارس موجودہ دور میں اپنا ظاہری وجود تو اگرچہ باقی رکھے ہوئے ہیں۔مگر اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔''

یہ تجویز بہت ہی مناسب اور اہمیت کی حامل ہے۔لیکن اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ ذمہ داریوں اور کام کا بوجھ صرف چند افراد پر ہی نہ رہے بلکہ ٹیم ورک کے طور پر کام کیا جائے۔کیونکہ آج کل مدارس کا معاملہ واقعتاً بہت

مشکل ہے۔ عالمی استعماری قوتوں نے مدارس کو اپنا ہدف بنا رکھا ہے۔ میڈیا نے مدارس کو بری طرح نشانے پر رکھا ہوا ہے۔ اپنی حکومتوں کی طرف سے آئے روز مدارس کے بارے میں نت نئے منصوبے اور عزائم سامنے آتے رہتے ہیں۔ پھر مذاکرات کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ میڈیا کا محاذ بھی مستقل توجہ چاہتا ہے۔ تمام احباب کے دکھ سکھ میں شرکت بھی ضروری ہوتی ہے۔ جلسوں اور اجتماعات میں حاضری بھی لازم تصور کی جاتی ہے۔ بعض مدارس کے قانونی اور سرکاری معاملات ہوتے ہیں۔ کہیں چھاپوں کا سلسلہ تو کہیں مدارس کے انہدام کا المیہ۔ امتحانات کا بروقت انعقاد اور وفاق المدارس میں نظم وضبط کو برقرار رکھنے کی کوشش۔ مختلف مزاج کے حضرات کے مزاج کی رعایت یعنی یہ معاملہ اسقدر پیچیدہ ہے کہ جس قدر اس کی تفصیل میں جایا جائے کم ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ذمہ داریوں کی تقسیم وتعین بہت ضروری ہے اور اہل، باصلاحیت اور دردِ دل رکھنے والے ساتھیوں کو چاہیے کہ وہ اس معاملے میں سامنے آئیں اور اپنا کردار ادا کریں۔

۲...... ’’دنیا کے ہر شعبہ میں فن اور فن کی مختلف جزئیات کے لئے افراد کو تربیت دی جاتی ہے۔ دینی مدارس میں مختلف فنون کی تدریس کے لئے ماہرین کی تربیت کا کوئی معقول انتظام نہیں جس کی وجہ سے بہت علمی نقصان ہو رہا ہے۔ عمر مختصر ہے۔ جسمانی صلاحیتیں کمزور ہیں۔ اکابر کی طرح ہر فن میں ماہرانہ بصیرت اب ممکن نہیں۔ کسی ایک فن میں مہارت بھی بڑی چیز ہے۔ لہٰذا تربیت اساتذہ کا شعبہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اللہ کرے اس کا باقاعدہ اجراء آپ کے حصہ میں آئے۔‘‘

اس تجویز میں دونوں باتیں اپنی جگہ بہت اہم ہیں۔ ایک تو مختلف امور اور فنون کے ماہرین، اس سلسلے میں ہم نے لاہور میں جامعۃ الخیر کا قیام محض اسی سوچ کی بنیاد پر کیا ہے کہ سند فراغت حاصل کرنے والے طلباء کو مختلف علوم وفنون میں تخصصات کروائے جائیں۔ کیونکہ اسپیشلائزیشن کے اس دور میں کسی ایک موضوع اور فن پر کامل دسترس اور مہارت کے بغیر گزارہ نہیں۔ جامعۃ الخیر کے علاوہ بھی بعض ادارے تخصصات کے لیے کام کر رہے ہیں۔ لیکن جس قدر کام ہونا چاہیے وہ بہرحال نہیں ہو رہا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ طلباء کو ان کے ذوق اور رجحان کے مطابق شعبہ اور موضوع کے انتخاب کے حوالے سے دوران تعلیم ہی اساتذہ کرام رہنمائی اور مشاورت مہیا کریں اور فراغت کے بعد اسی شعبے میں مہارت کے حصول کے لیے محنت کی جائے۔ جہاں تک تربیت اساتذہ کا معاملہ ہے۔ اس پر بارہا مشورہ بھی ہوا۔ وفاق المدارس کے اکابر کو اس کی ضرورت واہمیت کا شدت سے احساس ہے۔ اس سلسلے میں جامعہ عثمانیہ پشاور میں صوبہ سرحد کے اساتذہ کے لیے تین روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا جا چکا ہے جس میں صوبہ سرحد کے ڈیڑھ سو کے قریب مدارس کے اساتذہ کرام شریک ہوئے۔ اب اس سلسلے کو ملکی سطح پر وسعت دینے کا ارادہ ہے اور انشاء اللہ عنقریب وفاق المدارس کے زیر اہتمام پورے ملک میں تربیت اساتذہ کا مربوط اور منظم سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ بعض اداروں میں دورہ حدیث سے فراغت کے بعد شعبان رمضان کی چھٹیوں میں باقاعدہ تربیت مہیا کی جاتی ہے۔ تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قسم کا کوئی شعبہ باقاعدہ وفاق کے نظم اور اکابر کی نگرانی میں ہو اور جب تک جدید فضلاء تربیت اساتذہ کورس نہ کر لیں۔ اس وقت تک انہیں وفاق کی طرف سے سند ہی جاری

نہ کی جائے۔ بلکہ میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ صرف تدریس کی تربیت نہ ہو۔ بلکہ امامت وخطابت اور اخلاقیات ومعاملات کی تربیت کی ضرورت بھی بڑی شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔

۳...... ’’موجودہ زمانہ میں قیادت کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے معاشرہ کی اصطلاحات اور مروجہ زبانوں سے واقفیت بہت ضروری ہے۔ اردو، انگریزی، عربی تحریر وتقریر کے معیاری ذوق کے بغیر عوامی ماحول میں دینی قیادت کا فریضہ انجام دینا بہت مشکل ہے۔ اسی وجہ سے آج قوم ڈاکٹروں اور پروفیسروں کو زیادہ سنتی ہے۔ ان کے درس اور لیکچرز عنوان سے مربوط، جدید اصطلاحات سے بھرپور اور حالات حاضرہ پر منطبق ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جامعہ الرشید کے اہل علم سے مشاورت کرلی جائے۔‘‘

بلاشبہ اس پیراگراف میں بھی بہت اہم معاملے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس سلسلے میں الحمدللہ جامعۃ الرشید، جامعہ اشرفیہ، جامعۃ الخیر اور دیگر اداروں میں الحمدللہ بہت کام ہورہا ہے۔ اس کے نتائج انشاء اللہ آنے والے چند برسوں میں عوام کے سامنے آئیں گے۔ اس حوالے سے جدید فضلاء میں جو کام جاری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے خیال میں اگر قدیم فضلاء اور مختلف ذمہ داریوں اور مناصب پر مامور حضرات کو متوجہ کیا جائے تو زیادہ اہم، زیادہ مفید اور فوری طور پر نتیجہ خیز ہوگا۔ ہمارے ہاں دورہ حدیث اور مروجہ تعلیم سے فراغت کے بعد خود کو عالم وفاضل اور مکمل طور پر فارغ التحصیل سمجھ لیا جاتا ہے اور مزید تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کو اپنی شان کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ بالخصوص وہ حضرات جو کسی ذمہ دار اور اہم منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ وہ اپنی مصروفیات کا عذر کر کے سیکھنے کے عمل سے بالکل ہی غیر متعلق ہوجاتے ہیں۔ ہمیں آج یہ سمجھ لینا چاہیے کہ سیکھنے کا عمل تو موت تک جاری رکھنے والی چیز ہے اور جب ہم خود نہیں سیکھیں گے تو ہم دوسروں کو کیا سکھائیں گے۔ اس لیے میرے خیال میں اس حوالے سے ہونے والے کام کو ذرا اوپر کی سطح پر ہونا چاہیے اور ائمہ وخطباء، مدرسین اور ارباب مدارس کے لیے ان کے اوقات کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے سلسلے شروع کرنے چاہیں۔

۴...... ’’جس طرح آپ نے تحفظ دینی مدارس کے لیے کنونشن کئے اس سے زیادہ ضروری وفاق اور دینی مدارس کے لاکھوں فضلاء اور فاضلات کو باقاعدہ تحریک کی صورت میں ترغیب دی جائے کہ وہ ہفتہ میں دو دن اپنے ماحول میں درس قرآن وحدیث کا اہتمام پوری تیاری کے ساتھ کریں۔ اس سے دینی مدارس کے تحفظ کا مقصد بھی حاصل ہوگا۔ نیز عوام اور علماء کا رابطہ بھی ہوگا۔ خصوصاً دینی مدارس کے اساتذہ کے لئے یہ لازمی قرار دیا جائے۔ حضرت تھانویؒ نے اپنے ملفوظات میں ہر مدرسہ کے لئے باقاعدہ ایک مبلغ رکھنا ضروری قرار دیا ہے اور اس کی تنخواہ مدرسہ کے ذمہ قرار دی ہے۔ درس قرآن کی تیاری کیسے کی جائے؟ اس کے لئے پاکستان کے بڑے دینی مدارس اپنے علاقوں کے لئے مولانا اسلم شیخوپوری اور مفتی ابولبابہ صاحب کے تین روزہ لیکچر کا انتظام کرلیں تو بہت فائدہ ہوگا۔‘‘

یہ بھی بہت اہم نقطہ ہے۔ جس پر ہم سب کو توجہ دینی چاہیے۔ جس قسم کے سامعین کا حلقہ اور منبر ومحراب کی سہولت ہمیں حاصل ہے۔ یہ نعمت اور کسی کو حاصل نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں اول تو درس کا اہتمام نہیں ہوتا۔ اگر درس کا سلسلہ ہو بھی تو اس کے لیے تیاری اور مطالعہ نہیں کیا جاتا۔ پھر درس عام فہم اور عوامی زبان میں نہیں ہوتا۔

موجودہ دور کے حالات و واقعات پر منطبق نہیں ہوتا۔ اگر ان کمزوریوں کی تلافی کر لی جائے تو ایک بہت بڑا انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے اور تجربہ بھی اس بات پر شاہد ہے کہ جن حضرات کے دروس میں مذکورہ بالا کمزوریاں نہیں ہوتیں۔ ان کی طرف کس قدر عوامی رجوع ہوتا ہے۔

۵...... ''بڑے دینی مدارس میں کام کے پھیلاؤ کی وجہ سے ان کی اپنی ذیلی شاخوں پر گرفت بالکل ختم ہو چکی ہے۔ خصوصاً آمد و خرچ کا انتظام اکثر مدارس میں حساب کی پڑتال کے مروجہ اصولوں پر پورا نہیں اترتا جو بہت خطرناک ہے۔ نیز تعلیمی امور پر خرچ سے زیادہ بلڈنگ کی تعمیر و آرائش کو مقدم کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے دشمن تیزی سے متوجہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے اصولوں کے مطابق قدرے سادگی اور بے سروسامانی میں حفاظت ہے اور بقول حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے کہ ''کام سو سال آگے ہو دیکھنے والا اسے سو سال پیچھے سمجھے۔''

بالکل بجا فرمایا۔ بڑے اداروں سے وابستگی کا مقصد نظم میں بہتری اور معیار کی بلندی ہے اور اگر خدانخواستہ یہ مقصد حاصل نہیں ہو پاتا تو بڑے نقصان والی بات ہے۔ جہاں تک آمد و خرچ کا معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ بالخصوص موجودہ دور میں جب تمام مدارس مختلف سازشوں کی زد میں ہیں۔ ایسے میں نہ صرف یہ کہ مالی معاملات میں دیانۃً بہت احتیاط کی جانی چاہیے۔ بلکہ آڈٹ سمیت جملہ دیگر قانونی تقاضے بھی پورے کرنے چاہئیں۔ تاکہ کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے دونوں اقوال تو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ارباب مدارس کو ان زریں جملوں کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۶...... ''آئندہ روشن خیالی کا بہت بڑا طوفان پوری منصوبہ بندی سے آ رہا ہے۔ میڈیا کے ذریعہ فکری انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے۔ مشرف دور میں یہ کام اعلان کے ساتھ تھا۔ اب اس سے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شروع کیا گیا ہے۔ ہر چھوٹے بڑے شہر میں، ہر ہر علاقہ میں ریسٹ ہاؤس کھولے جا رہے ہیں۔ جن میں مشرف دور کے پاس شدہ قانون کے مطابق ہر قسم کی برائی کا سامان قانون کے دائرہ میں مہیا کیا جا رہا ہے۔ اس انقلاب سے نسل نو کو بچانے کے لئے دو طرح کی محنت ضروری ہے۔ ۱...... علماء کی سرپرستی میں ایسے عصری تعلیم کے ادارے جن میں عصری تعلیم، دینی تعلیم و تربیت کے ساتھ ہو۔ ۲...... حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے طریقہ پر انفرادی ملاقاتیں۔ کیونکہ جسم کی حرکت اور خود چل کر جانا۔ اشتہار اور میڈیا اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ ہم چندہ لینے تو جاتے ہیں دینی طلب پیدا کرنے کے لئے بے غرض ہو کر نہیں جاتے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ لوگ جان و مال کی قربانی کے ساتھ بغیر اشتہار کے تبلیغی اجتماع میں تو جاتے ہیں۔ مگر دینی مدرسہ کا معمولی جلسہ ہزاروں اشتہارات کے بغیر کامیاب نہیں ہوتا۔ نیز ایسے علاقوں کے ارکان اسمبلی کو دوستانہ ماحول میں دینی مدارس میں لا کر ذہن سازی کی جائے اور دینی امور اسمبلی میں لانے کے لئے آمادہ کیا جائے اور مدارس کے مقصد اور نظام سے متعارف کرایا جائے۔ اسی طرح مختلف طبقات وکلاء تاجر، پولیس افسران اور انتظامیہ کو بلایا جائے۔''

دونوں امور علماء کرام کی توجہ کے محتاج ہیں۔ عصری تعلیمی اداروں کے حوالے سے ایک بات پیش نظر رہے

کہ اس میں علماء کرام کی مکمل نگرانی ہونی چاہیے۔ ابتدأ جب اس قسم کے اداروں پر علماء کی کڑی گرفت تھی۔ اس وقت کے حالات ونتائج کچھ اور تھے۔ لیکن اب علماء کی کامل سرپرستی اور مکمل نگرانی نہ ہونے کے باعث یہ شعبہ زوال کی طرف جارہا ہے اور بہت سی خرابیوں کی شکایات سامنے آنے لگی ہے اور قرآن کریم اور دین کا نام محض اپنے کاروباری اور ذاتی مقاصد کے لیے استعمال ہونے لگا ہے جس کے تدارک کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اسی طرح بالکل ابتدائی سطح کے عصری ادارے تو الحمدللہ بہت سے قائم ہو چکے۔ لیکن اوپر کی سطح کے اداروں کی طرف بالکل دھیان نہیں۔ اس پہلو پر بھی دیندار ساتھیوں کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح بالمشافہ تعلق، ملاقاتوں اور دعوت کا معاملہ بھی بہت اہم ہے۔ علماء کرام کو چاہیے کہ وہ لوگوں کی خوشی غمی اور دکھ درد میں بالکل بے لوث اور بے غرض ہو کر شریک ہوں۔ خود کو عوام کا حصہ سمجھیں اور عوام سے تعلق کو محض چندے کے تعلق تک محدود نہ کریں۔ بلکہ ان کی دینی خیر خواہی اور اصلاح کو مقدم رکھیں۔

۷...... ”وفاق المدارس کی طرف سے تعلیمی کیلنڈر کا اجراء کیا جائے جس میں ہر کتاب کا تین ماہ کا نصاب مقرر ہو اور تعلیمی کیلنڈر کے مطابق نصاب کی تکمیل ضروری قرار دی جائے۔ تاکہ تدریسی امور میں بیلنس باقی رہے۔ فقہی ابواب میں جدید مسائل کی فہرست تیار کر لی جائے اور مسائل کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ہدایہ، مشکوٰۃ، ترمذی، ابوداؤد تک وہ تمام مسائل اجمالی طور پر ایک مرتبہ طلباء کی نظر سے ضرور گزر جائیں۔ تاکہ ان سے بعد میں اجنبیت نہ ہو۔ خصوصاً جدید معاشی وسیاسی نظریات، مغربی فلسفہ کا تعارف اور تقابلی مطالعہ وغیرہ۔“

بہت اچھی تجویز ہے۔ اسے انشاءاللہ وفاق المدارس کی نصابی اور امتحانی کمیٹیوں کے علاوہ مجلس عاملہ میں بھی رکھا جائے گا۔

۸...... ”شعبہ حفظ وناظرہ دینی مدارس کا بنیادی شعبہ ہے۔ دنیا کی ہر قوم میں بنیادی شعبہ پر سب سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ مگر دینی مدارس میں اس شعبہ کو سب سے زیادہ نظر انداز کیا جارہا ہے۔ خصوصاً جنوبی پنجاب میں اس کی حالت بہت خراب ہے۔ ہر مسلمان بچہ کا واسطہ اس شعبہ سے پڑتا ہے اور ساری زندگی اس کا نقش باقی رہتا ہے۔

الف...... اہل سنت والجماعت دیوبندی مدارس میں ناظرہ کا شعبہ بالکل ختم ہو گیا ہے۔ جبکہ بریلوی، اہل حدیث کی مساجد ومدارس میں فجر کے بعد اور سکول ٹائم کے بعد مغرب تک اہتمام سے سکول کے بچوں اور بچیوں کو ناظرہ پڑھایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کا عوامی رابطہ مضبوط ہے۔ اسی طرح لاہور میں مولانا مشرف تھانوی دامت برکاتہم نے تعلیم بالغان کے لیے مستقل جزوقتی اساتذہ اپنی شاخوں میں مقرر کئے ہیں جو ناظرہ کا شعبہ چلاتے ہیں۔ ہمارے ہاں اس شعبے کی کمزوری کا نتیجہ ہے کہ معاشرے میں دینی مدارس کے جو اثرات ہونے چاہئیں اور جس قسم کی دینی فضاء ہونی چاہیے وہ نہیں۔ ہم لوگوں کی دین سے دوری کا شکوہ کرتے ہیں، فوج، پولیس اور بیوروکریسی کے رویے کی شکایت کرتے ہیں۔ لیکن جس قوم کا یہ سرمایہ ہمارے ہاتھوں میں ہوتا ہے تو ہم ان کو توجہ اور وقت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ یہ زیادتی والی بات ہے۔ ہمیں پہلے قدم پر ہی ان بچوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

ب...... شعبہ حفظ میں مقدار خواندگی پر چیک رکھنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ بچے کا بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔ خصوصاً پانی پتی قراء پانچ سے سات سال لگوا دیتے ہیں اور مار سے باز نہیں آتے اور تقریباً یومیہ دس گھنٹے لیتے ہیں۔ مگر بچہ پھر بھی کسی مجلس میں تلاوت کر کے سامعین کو متاثر نہیں کرتا۔ حالانکہ عالم عرب کے جید قراء کی آڈیو ویڈیو کیسٹس کے ذریعہ صرف تین ماہ میں مشق کرانے سے بچہ کا لہجہ بہترین بن سکتا ہے۔

ج...... نئی تعلیمی پالیسی کی وجہ سے شعبہ حفظ سے فراغت پانے والے بچے کا پرائمری پاس ہونا ضروری ہوگیا ہے۔ ورنہ بچہ کا تعلیمی مستقبل خراب ہونے کا خطرہ ہے۔ نیا نصاب مکمل انگریزی میں ہونے کی وجہ سے کافی مسائل پیدا ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ شعبہ حفظ کے لئے ایسا نصاب اور طریقہ کار وضع کیا جائے جو کہ بنیادی دینی تعلیم (۱)...... تعلیم الاسلام (۲)...... علیکم بسنتی (۳)...... مسنون دعائیں (۴)...... بنیادی تجویدی قواعد اور پرائمری عصری تعلیم پر مشتمل ہو۔

د...... شعبہ حفظ کے لئے اساتذہ کی تربیت درس نظامی سے بھی زیادہ ضروری ہے جو بقدر ضرورت دینی تعلیم، طریقہ تدریس، بچوں کی نفسیات اور فن تجوید پر مشتمل ہو۔ ورنہ بچوں کے اخلاق خراب اور وقت ضائع ہوتا ہے۔

ھ...... شعبہ حفظ میں جو اساتذہ ساٹھ سال سے متجاوز ہیں انہیں مستقل معاون دیا جائے اور ان کے بڑھاپے پر رحم کیا جائے۔ اس طرف توجہ نہ دینے سے بچوں کے کئی سال ضائع ہوتے ہیں۔“

شعبہ حفظ کے امتحان کے حوالے سے چند روز قبل وفاق المدارس کی امتحانی کمیٹی اور تمام اضلاع کے مسؤلین کے اجلاس میں سب سے تفصیلی بحث ہوئی اور بہت سے اہم فیصلے کیے گئے۔ انشاءاللہ آئندہ کسی نشست میں حفظ کے عمومی نظم کے حوالے سے بھی تفصیلی مشاورت ہوگی جس میں مذکورہ بالا امور کو بطور خاص زیر بحث لایا جائے گا۔

و...... موجودہ دور میں جس آدمی کو صبح سے رات تک پابند کیا جائے اور تنخواہ پینتالیس یا پانچ ہزار دی جائے تو دل پر ہاتھ رکھ کر حقیقت پسندی سے جائزہ لیں کہ کیا اس سے گھر چل سکتا ہے؟۔ کیا ایسے شخص سے اعلیٰ اخلاق اور تربیت کی توقع کی جاسکتی ہے؟۔ کیا ایسا مدرس اپنے منصب کے وقار اور عزت نفس کی حفاظت کر سکتا ہے؟۔ جب یہ موضوع زیر بحث آتا ہے تو وسائل کی کمی کی شکایت کی جاتی ہے۔ اکابر کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ جبکہ بلڈنگ کی تعمیر و آرائش کے لئے وسائل موجود ہوتے ہیں۔ فرض کریں اگر ایک وقت تنگی ہے تو دوسرے وقت اس کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ مگر بلڈنگ مکمل ہو جاتی ہے۔ استاد اور تعلیمی امور پر خرچ کو مقدم نہیں کیا جاتا۔ آئندہ پانچ سال دینی مدارس خرچ میں استاد اور تعلیمی امور کو ترجیح دیں اور تربیت اساتذہ پر خرچ کریں۔ اساتذہ کو باری باری تنخواہ جاری رکھتے ہوئے مختلف فنون اور زبانوں کے کورسز کرائیں تو معیار تعلیم بلند ہوگا اور دینی قیادت کا فریضہ انجام دینے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ اگر اب بھی اساتذہ کی ضروریات اور تنخواہوں کی طرف توجہ نہ دی گئی تو یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے کہ جید علماء اور مدرسین کی اولاد بھی دینی تعلیم وتدریس کے شعبہ کو چھوڑ کر بلکہ بدظن ہو کر دوسرے شعبوں میں منتقل ہو رہی ہے اور شعبہ حفظ کے مدرسین گھر گھر ٹیوشن پڑھا رہے ہیں یا درسگاہ میں ان بچوں پر توجہ دیتے ہیں جن سے خدمت کی توقع ہو۔ اس سلسلہ میں دارلعلوم کراچی کے مالیاتی نظام اور طریقہ کار سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

جی ہاں! یہ بالکل بہت ہی اہم معاملہ ہے اور ارباب مدارس کو اسے نہایت سنجیدگی سے لینا چاہیے۔اس وقت ملکی سطح پر کم از کم تنخواہ کیا چل رہی ہے اور ہمارے مدارس کا کیا حال ہے؟۔اس معاملے پر ہنگامی بنیادوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ز...... ’’شعبہ حفظ کے امتحانات خواہ وفاق کے ہوں یا مدارس کے صرف خانہ پری ہوتی ہے۔ حالانکہ امتحان کے لئے سال میں کئی مرتبہ سبق بند رکھا جاتا ہے بعض بچوں کا سال میں مجموعی طور پر چار ماہ سبق بند رہتا ہے اور آئندہ دس سال تک رمضان المبارک موسم گرما میں آرہا ہے جس سے سبق بند ہونے کا دورانیہ مزید بڑھ جائے گا۔اس کے لیے بھرپور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔قراء حضرات کے ہاں طلباء کا پڑھتے پڑھتے جوان ہوجانا کوئی مسئلہ نہیں رہا۔حالانکہ اس کی وجہ سے حافظ بچوں میں دین سے دوری اور بغاوت پیدا ہورہی ہے۔‘‘

جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا کہ وفاق المدارس نے حفظ کے امتحان کے حوالے سے بہت اہم فیصلے کیے ہیں جو خط کی صورت میں تمام ممتحنین کو ارسال کیے جارہے ہیں۔ان فیصلوں کو ماہنامہ وفاق المدارس میں بھی شائع کردیا جائے گا۔تاکہ مدارس اپنے امتحانات میں ان امور کی رعایت کریں۔

۹...... ’’مختلف علوم کے تخصصات کے لئے عالم عرب کے جامعات کے نصاب سے بھی استفادہ کیا جائے۔اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمود احمد غازی اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سے مشاورت جاری رکھی جائے اور جامعۃ الرشید کے تجربات سے بھی فائدہ اٹھایا جائے۔

۱۰...... دینی مدارس کے لئے جو آزمائش کے حالات ہیں۔اس کی سب سے اہم وجہ دینی خدمات انجام دینے والوں میں وتبتل الیہ تبتیلا، فاذا فرغت فانصب، واسجد واقترب کے اہم حکم میں غفلت ہے۔حالانکہ حضورﷺ کی تمام مصروفیات دینی ہی تھیں۔مگر پھر بھی تنہائی میں رابطہ کا حکم دینا اور خالص ذکر وعبادت میں اتنا لگنا کہ تھکاوٹ محسوس ہو ضروری قرار دیا۔شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے حضرت مفتی محمد شفیعؒ کو ایک خط تحریر فرمایا تھا کہ ہر دینی ادارہ میں باری باری ایک جماعت تشکیل کی جائے جو خالص ذکر وعبادت اور دعا میں مشغول رہے۔‘‘

اس پہلو پر ارباب مدارس کو ویسے بھی توجہ دینی چاہیے۔لیکن موجودہ پرفتن اور سازشوں اور شرارتوں سے بھرپور دور میں تو ان احکامات پر عمل کہیں زیادہ اہم ہوجاتا ہے۔

’’اللہ پاک نے آپ کو ہزاروں مدارس کی قیادت کا ایک دفعہ پھر موقع عطا فرمایا۔اس لیئے دینی مدارس سے خاندانی تعلق کی وجہ سے اپنا مشاہدہ تفصیل سے آپ کے سامنے پیش کردیا ہے۔امید ہے آپ ان امور پر غور کرکے دینی مدارس کے داخلی معاملات کے لئے بہتر منصوبہ بندی فرمائیں گے۔ والسلام............ آپکی دینی بہن

اللہ آپ کو جزائے خیر نصیب فرمائیں۔ہم تمام اہل مدارس اپنی اس گمنام دینی بہن یا بھائی کے لیے تہہ دل سے دعا گو ہیں۔اللہ آپ کی فکر اور احساس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور آپ نے جن اہم امور کی طرف متوجہ کیا ہے۔اللہ رب العزت ہمیں ان پر توجہ دینے اور اپنے سسٹم کی اصلاح کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔آمین!

مرزائیت کے ماخذ اور اصول مذہب!

قسط نمبر:۳

مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ

آیت وروایت یا ان کے الفاظ ومفہوم	مرزائی معنی ومفہوم
’’واذ قتلتم نفساً فادرء تم فیھا‘‘ جب تم میں سے کسی نے ایک آدمی کا خون کردیا پھر ایک دوسرے کے ذمے لگانے لگے۔	یہ طریق عمل الترب (یعنی مسمریزم) کا ایک شعبہ تھا۔ (ازالہ اوہام ص۷۵۰، خزائن ج۳ ص۵۰۴)
ابولہب	جس میں اشتعال کا مادہ زیادہ ہو۔ (تقاریر مسیح موعود ص۵) مولوی نذیر حسین دہلوی۔ (مواہب الرحمٰن ص۱۲۷، خزائن ج۱۹ ص۳۴۸) مولوی محمد حسین بٹالوی۔ (ضیاء الحق ص۳۶، خزائن ج۹ ص۲۹۴)
’’حمالۃ الحطب‘‘ لکڑیاں اٹھانے والی عورت۔	سخن چین عورت۔ (تقاریر مسیح موعود ص۵)
قرب قیامت کو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔	لوگ توبہ نہیں کریں گے۔ (ازالہ اوہام ص۵۱۷، خزائن ج۳ ص۳۷۷)
قرب قیامت کو آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔	اہل یورپ وامریکہ کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ (ازالہ اوہام ص۵۱۶، خزائن ج۳ ص۳۷۷) مرزائی تبلیغ مرزائیت کے لئے یورپ گئے۔ (الفضل ۲۹؍جولائی ۱۹۲۴ء)
رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔	آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ (حقیقت الوحی ص۹۷، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰)
’’انا اعطیناک الکوثر‘‘ اے نبی ہم نے آپ کو حوض کوثر دیا۔	مرزا کے زمانے میں دینی برکات کے چشمے پھوٹ نکلے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)
یاجوج وماجوج۔	انگریز اور روس۔ (ازالہ ص۵۰۲، خزائن ج۳ ص۳۶۹) دجال۔ (تحریک احمدیت ص۱۱۹)

دابۃ الارض۔(زمین کا جانور)	علمائے اسلام۔ (ازالہ ص۵۰۲، خزائن ج۳ص ۳۶۹) طاعون کا کیڑا۔(نزول المسیح ص ۳۹، خزائن ج۱۸ص ۴۱۶) ریل گاڑی۔ (شمس بازغہ ص ۱۲۱)
دخان۔(دھواں)	قحط عظیم۔ (ازالہ ص۵۱۳، خزائن ج۳ص ۳۷۵)
قیامت کو قرآن آسمان پر آٹھایا جائے گا۔	مرزا قادیانی کے زمانہ میں مسلمانوں کے دلوں پر قرآن خوانی کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ (ازالہ اوہام ص ۷۲۲، خزائن ج۳ص ۴۸۹)
حارث	مرزا غلام احمد قادیانی۔ (ازالہ اوہام ص ۷۹ حاشیہ، خزائن ج۳ص ۱۴۱)
حارث آل محمد کو تقویت دے گا۔	مرزا قادیانی اسلام کی عزت قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ (ازالہ ص ۹۹، خزائن ج۳ص ۱۴۹)
’’اذا زلزلت الارض زلزالها‘‘ جب زمین کو زلزلہ کا سخت جھٹکا آئے گا۔	مرزا کے وقت میں روحانی مردے زندہ ہونے لگے۔ (ازالہ ص ۱۳۶، خزائن ج۳ص ۱۶۹) اہل ارض میں ایک تغیر عظیم آئے گا۔ (شہادۃ القرآن ص ۱۸، خزائن ج۶ص ۳۱۴)
زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔	زمینی علوم اور زمینی مکر ظہور کرے گا۔ (شہادۃ القرآن ص ۱۹، خزائن ج۶ص ۳۱۵)
مسجد اقصیٰ	قادیان کی مرزائی مسجد۔ (تبلیغ رسالت ج۹ص ۴۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۲۸۷)
پیغمبر علیہ السلام کو معراج ہوئی۔	آپ کو حضرت آدم اور حضرت خلیل علیہم السلام کے کمالات حاصل ہوئے۔ (تبلیغ رسالت ج۹ص ۴۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۲۹۰)
آنحضرتﷺ کو مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی۔	آپ کی ذات میں تمام اسرائیلی انبیاء کے کمالات موجود تھے۔ (تبلیغ رسالت ج۹ص ۴۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۲۹۰)
آنحضرتﷺ کا قدم مسجد اقصیٰ تک گیا۔	آنحضرتﷺ کی کشفی نظر مرزا کے زمانہ تک پہنچ گئی۔ (تبلیغ رسالت ج۹ص ۴۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۲۹۰)

آنحضرت ﷺ نے قاب قوسین کا مرتبہ پایا۔	آپ صفات الٰہیہ کے مظہر ہیں۔ (تبلیغ رسالت ج۹ ص۴۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۹۰)
دمشق کا مینار۔	مسیح کا نور ظاہر ہونے کی جگہ۔ (تبلیغ رسالت ج۹ ص۴۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۹۲)
قیامت کو صور پھونکا جائے گا۔	کوئی مصلح پیدا ہوگا۔ (شہادۃ القرآن ص۱۵، خزائن ج۶ ص۳۱۱)
’’لیلۃ القدر‘‘	تاریکی کا زمانہ۔ (شہادۃ القرآن ص۱۷، خزائن ج۶ ص۳۱۳)
’’واذا الارض مدت والقت ما فیہا وتخلت‘‘ جب زمین کی وسعت بڑھ جائے گی اور وہ اپنے اندر کی چیزوں کو باہر اگل کر خالی ہوجائے گی۔	ایجادات وفنون زمین سے نکالے جائیں گے۔ (شہادۃ القرآن ص۲۱، خزائن ج۶ ص۳۱۷)
’’واذا العشار عطلت‘‘ جب قریب الوضع گابھن اونٹنیوں کا بھی کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔	مرزا قادیانی کے زمانہ میں ریل جاری ہوگئی۔ (شہادۃ القرآن ص۲۲، خزائن ج۶ ص۳۱۸)
’’واذا الصحف نشرت‘‘ جب حساب کتاب کے لئے دفتر اعمال کھولے جائیں گے۔	مرزا کے وقت میں مطابع اور ڈاک خانے جاری ہوئے۔ (شہادۃ القرآن ص۲۲، خزائن ج۶ ص۳۱۸)
’’واذا النجوم انکدرت‘‘ جب تارے گدلے ہو جائیں گے۔	جب علماء کا نور اخلاص جاتا رہے گا۔ (شہادۃ القرآن ص۲۳، خزائن ج۶ ص۳۱۹)
’’واذا الکواکب انتثرت‘‘ جب تارے جھڑ جائیں گے۔	جب علمائے ربانی فوت ہوجائیں گے۔ (شہادۃ القرآن ص۲۳، خزائن ج۶ ص۳۱۹)
’’اذا النفوس زوجت‘‘ جب (قیامت کو) ایک قسم کے لوگ اکٹھے کئے جائیں گے۔	مرزا کے زمانہ میں بلاد بعیدہ کے نبی آدم کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے۔ (شہادۃ القرآن ص۲۲، خزائن ج۶ ص۳۱۸)
’’اذا الوحوش حشرت‘‘ جب وحشی جانور گھبرا کر جمع ہوجائیں گے۔	وحشی قوموں نے تہذیب کی طرف رجوع کیا۔ (شہادۃ القرآن ص۲۲، خزائن ج۶ ص۳۱۸)
’’اذا البحار سجرت‘‘ جب زمین شق ہوجانے کے بعد سب شیریں اور شور سمندر باہم مل کر ایک ہو جائیں گے۔	نہریں جاری ہونے سے زراعت کی کثرت ہوئی۔ (شہادۃ القرآن ص۲۲، خزائن ج۶ ص۳۱۸)

’’اذاالجبال سیرت‘‘ جب پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے۔	پہاڑوں میں آدمیوں اور ریل کے چلنے کے لئے سڑکیں بن گئی ہیں۔ (شہادۃ القرآن ص۲۲، خزائن ج۶ ص۳۱۸)
’’والشمس کورت‘‘ جب آفتاب بے نور ہو جائے گا۔	دنیا پر جہالت اور معصیت کی ظلمت طاری ہوئی۔ (شہادۃ القرآن ص۲۳، خزائن ج۶ ص۳۱۹)
’’السماء انفطرت‘‘ جب آسمان پھٹ جائے گا۔	جب مرزا ظاہر ہوا۔ (شہادۃ القرآن ص۲۳، خزائن ج۶ ص۳۱۹)
’’اذا الرسل اقتت‘‘ جب تمام رسول جمع کئے جائیں گے۔	جب مرزا بھیجا گیا۔ (شہادۃ القرآن ص۲۳، خزائن ج۶ ص۳۱۹)
ہامان۔	مولوی نذیر حسین دہلوی۔ (نزول المسیح ص۱۵۲، خزائن ج۱۸ ص۵۳۰)
’’یاهامان ابن لی صرحاً‘‘ فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لئے ایک بلند عمارت بنوا۔	مولوی نذیر حسین دہلوی نے مرزا کی تکفیر کا فتویٰ تیار کیا۔ (نزول المسیح ص۱۵۲، خزائن ج۱۸ ص۵۳۰)
’’لیلة القدر خیر من الف شهر‘‘ لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔	مرزا کا صحابی اسی برس کے غیر صحابی سے بہتر ہے۔ (فتح اسلام ص۵۵، خزائن ج۳ ص۳۲)
یہود۔	علمائے اسلام۔ (ضیاء الحق ص۴۵، خزائن ج۹ ص۲۹۳)
’’غیر المغضوب علیهم‘‘ ان لوگوں کا راستہ نہ دکھا جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔	مسلمانوں میں سے یہودی کہلانے والوں نے مرزا قادیانی کی تکذیب کی۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۱۴، خزائن ج۲۰ ص۱۶)
بیت اللہ۔	مرزا غلام احمد قادیانی۔ (اربعین نمبر۴ ص۱۵، خزائن ج۱۷ ص۴۴۴)
’’کنتم خیر امة اخرجت للناس‘‘ تم تمام امتوں سے بہترین امت ہو جو آج تک لوگوں کے لئے ظاہر ہوئیں۔	اس امت کو دجال (پادریوں) سے مقابلہ پڑے گا۔ (تحفہ گولڑویہ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۱۲۰)
ابراہیم علیہ السلام کے بلانے پر چار پرندوں کے اجزاء جمع ہو کر ان کے پاس آ گئے۔	یہ عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک تجربہ تھا۔ (ازالہ اوہام ص۵۳۷، خزائن ج۳ ص۵۰۶)

اے نبی! آپ ازواج (طاہرات) کی خوشنودی خاطر کے لئے ایسی چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہو جو اللہ نے آپ پر حلال کر رکھی ہے؟	مرزا کو پہلے مریم کا رتبہ ملا۔ پھر عیسیٰ کی روح پھونکی گئی۔ تب مریم سے عیسیٰ نکل آیا۔ (تعلیم المہدی ص۲۰)
”انی جاعل فی الارض خلیفة“ میں زمین میں اپنا ایک نائب مقرر کروں گا۔	مرزا کو روحانی نیابت عطاء ہوئی۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۲،۴۹۳، خزائن ج۱ ص۵۴۵)
”حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وهم من کل حدب ینسلون“ یہاں کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی کی طرف سے (مور وملخ کی طرح) امنڈ آئیں گے۔	مرزا کو آدم سے لے کر آخیر تک تمام انبیاء کے نام دیئے گئے تاکہ وعدۂ رجعت پورا ہو۔ (نزول المسیح ص۵، خزائن ج۱۸ ص۳۸۳)
حق تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں مٹی کا ایک بشر بنانے والا ہوں۔ سو جب اسے پیدا کر کے اس میں روح پھونک دوں تو اس کی طرف سربسجود ہو جانا۔	ملائکہ کو حکم ہے کہ جب کوئی انسان بقا باللہ کا درجہ حاصل کرے تو اس پر آسمانی انوار کے ساتھ اترا کرو اور اس پر صلوٰۃ بھیجا کرو۔ (توضیح مرام ص۴۹، خزائن ج۳ ص۷۶)
”وبالآخرة هم یوقنون“ اور قیامت کے دن پر بھی یقین رکھتے ہیں۔	اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود (مرزا) پر نازل ہوگی۔ (سیرۃ المہدی ج۲ ص۱۴۸)
”حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس“ جب ذوالقرنین آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ پر پہنچے۔	جب خلیفہ ثانی محمود احمد نے یورپ کا سفر کیا۔ (الفضل مورخہ ۶؍اگست ۱۹۲۴ء)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہیں احمد نام ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں۔ (سورۂ صف)	یہ پیشین گوئی مرزا غلام احمد کے حق میں ہے۔ (ازالہ ص۶۷۳، خزائن ج۳ ص۴۶۳)
”غیر المغضوب علیهم ولا الضالین“ الٰہی ہمیں یہود ونصاریٰ کا راستہ نہ دکھانا۔	خدا نے مرزا کے مخالفوں کا نام عیسائی یہودی اور مشرک رکھ دیا ہے۔ (نزول المسیح ص۴، خزائن ج۱۸ ص۳۸۲)
”وله الحمد فی الاولیٰ والآخرة“ اوّل وآخر میں خدا ہی کے لئے حمد ہے۔	پہلی حمد سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ اور دوسری سے مرزا غلام احمد۔ (اعجاز المسیح ص۱۳۵، خزائن ج۱۸ ص۱۳۹)
”یوم الدین“ قیامت کا دن۔	مرزا غلام احمد۔ (اعجاز المسیح ص۱۴۳، خزائن ج۱۸ ص۱۴۷)

''ایاك نعبد وایاك نستعین'' الٰہی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔	خداوندا مجھے احمد بنادے۔ (اعجاز المسیح ص ۱۶۳، خزائن ج ۱۸ ص ۱۶۷)
شیطان رجیم۔	دجال لعین۔ (اعجاز المسیح ص ۸۳، خزائن ج ۱۸ ص ۸۵)
رجل فارس۔	مرزا غلام احمد قادیانی۔
کرعہ۔	قادیان۔ (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۸، خزائن ج ۲۰ ص ۴۰)
مسیح علیہ السلام نے باذن اللہ مردے زندہ کئے۔	یہ عمل مسمریزم اور شعبدہ بازی کی قسم سے تھا۔ (ازالہ ص ۳۰۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)
مسیح علیہ السلام کی مٹی کی چڑیاں۔	وہ امی ونادان لوگ جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا۔ (ازالہ ص ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)
مسیح علیہ السلام اندھوں اور جذامیوں اور برص کے مریضوں کو باذن اللہ اچھے کرتے تھے۔	یہ مریض تالاب میں غوطہ لگا کر اچھے ہوتے تھے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۲۱، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)
جہاد فی سبیل اللہ۔	تریاقی ہوا کی زہریلی ہوا سے روحانی جنگ۔ (ایام الصلح ص ۶۱، خزائن ج ۱۴ ص ۲۹۵)
ابراہیم علیہ السلام پر آگ سرد ہوگئی۔	جنگ اور عداوت کی آگ دھیمی ہوگئی۔ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۳۲)
''ویحبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ الی الارض'' اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیرو کوہ طور سے زمین پر اتریں گے۔	مرزا غلام احمد کا خلیفہ مرزا محمود احمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ لندن میں وارد ہوا۔ (الفضل ۲۵ر نومبر ۱۹۲۴ء)
عیسیٰ علیہ السلام کے سر سے قطرے ٹپکتے ہوں گے۔	مرزا معارف قرآنی کا مالک ہوگا۔ (شمس بازغہ ص ۹۳)
عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک دنیا میں قیام فرمارہیں گے۔	مرزا غلام احمد نے چالیس سال کی عمر میں مجددیت کا دعویٰ کیا۔ (شمس بازغہ ص ۹۶)
مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔	جن لوگوں نے مرزا کی نماز جنازہ نہیں پڑھی وہ مسلمان نہیں رہے۔ (شمس بازغہ ص ۹۶)

عیسیٰ علیہ السلام باب لد کے پاس دجال کو قتل کریں گے۔	باب لد بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۲۰، خزائن ج۳ ص۲۰۹) لد بمعنی جھگڑالو مراد لاٹ پادری جسے مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہلاک کررہا ہے۔ (شمس بازغہ ص۱۱۸)
''ثم دنا فتدلّٰی'' پھر فرشتہ آپ کے نزدیک آیا۔ اس کے بعد اور قریب ہوا۔	آنحضرت ﷺ اطاعت اور محبت الٰہی میں سراپا محو ہوئے۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۳، خزائن ج۱ ص۵۸۶)

ان اقتباسات سے آپ پر یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہوگئی کہ مرزائے قادیان نے کلام الٰہی اور احادیث خیر الانام ﷺ کے الفاظ کو علیٰ حالہا رکھ کر کس طرح ان کے مفہوم کو اپنی نفسانی خواہشوں کا بازیچہ بنایا۔ سلطان محمود غزنویؒ نے ہندوستان کی سرزمین کو باطنی فتنہ سے پاک کیا تھا۔لیکن قریباً ہزار سال کے بعد ایک اور باطنی فتنہ نے قادیان سے آسر نکالا۔کاش وہ لوگ آنکھیں کھولتے جو مرزائیوں کو دائرہ اسلام میں داخل رکھنے پر مصر رہتے ہیں اور غور کرتے کہ کیا یہود نصاریٰ، آریہ یا دوسرے اعدائے اسلام بھی کبھی دین حنیف کو اتنا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جس قدر کہ مرزا قادیانی نے پہنچایا؟۔ جاری ہے!

شادی پورہ لاہور میں ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شادی پورہ لاہور میں دوروزہ ردقادیانیت کورس ۲۹، ۳۰؍جولائی کو منعقد ہوا۔جس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیئے۔مضافات کے علماء کرام نے دلجمعی کے ساتھ شرکت کی۔مولانا شجاع آبادی کے ساتھ مجلس کے مبلغ مولانا عبدالنعیم قدم بقدم شریک رہے۔

مجلس کے راہنماؤں کے خلاف مقدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مولانا عبدالعزیز لاشاری کی دعوت پر تونسہ شریف اور مضافات کا تبلیغی دورہ کیا۔نیز ڈیرہ غازیخان میں بھی مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے قادیانیت کے کفریہ عقائد اور ملک وملت کے خلاف سازشوں کو طشت ازبام کیا۔ مقامی ''فرض شناس'' پولیس آفیسر نے ڈی ایس پی سٹی ڈیرہ غازیخان پولیس اقبال چانڈیہ کے حکم پر سرکاری وکیل کی مشاورت سے مذکورہ بالا علماء کرام کے خلاف کیس رجسٹرڈ کیا اور کہا کہ علماء اکرام نے قادیانیوں کو کافر کہا ہے اور ان کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔اللہ پاک پولیس کو عقل عطاء فرمائیں جو چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں کے خلاف کیس قائم کرنے سے گریزاں رہتی ہے۔جبکہ علماء کرام جنہوں نے آئین پاکستان کی دوسری ترمیم مجریہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء اور امتناع قادیانیت ایکٹ مجریہ ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء پر عمل درآمد کا مطالبہ کیا تو ان کے خلاف کیس قائم کرلیا۔

میاں نواز شریف ...... قادیانی اور شفقت محمود!

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

میاں محمد نواز شریف کی طرف سے قادیانیوں کو بہن بھائی اور پاکستان کا سرمایہ قرار دینے کے بعد بعض دانشوروں اور کالم نگاروں کی طرف سے ان کی حمایت وکالت اور صفائی میں بعض اخبارات میں ایسی ایسی تحریریں شائع ہوئیں جو ''مدعی سست گواہ چست'' کا حقیقی مصداق ہیں۔

اس سلسلے کا ایک نادر شہ کار شفقت محمود کی تحریر ہے جس میں ان کا اشتعال اور انتہا پسندی چھلک رہی ہے۔ بلکہ ان کی برہمی آخری حدوں کو چھوتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ دراصل ہمارے بعض دانشوروں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ بہت سے معاملات میں مغالطوں کا شکار ہیں۔ بالخصوص دینی معاملات میں وہ ابجد سے بھی واقف نہ ہونے کے باوجود خود کو مجتہد، مفتی اور علامہ ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کے مرتکب ہوتے ہیں۔

نواز شریف کی طرف سے قادیانیوں کو اپنا بہن بھائی قرار دینے کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے جس میں بہت سے دانشور اور سیاستدان غلط فہمی کا شکار ہیں۔ میاں صاحب سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جاسکتی کہ وہ قادیانیوں کو اپنا دینی بہن بھائی قرار دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بارے میں نہ تو کسی نے کفر کا فتویٰ دیا اور نہ ہی انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کی بات کی گئی۔ اس بارے میں بعض سیکولر اہل قلم خلط مبحث کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنی طرف سے مفروضے قائم کر کے اس پر کالموں کے طومار باندھے ہیں۔ بات اسلام اور کفر کی نہیں بلکہ فقط اظہار رائے کا معاملہ ہے۔ میاں نواز شریف نے جس رائے کا اظہار کیا وہ مذہبی، آئینی، تاریخی اور منطقی لحاظ سے درست نہیں۔ مذہبی جماعتوں نے نہ صرف یہ کہ اپنی رائے کا اظہار کیا بلکہ میاں نواز شریف کے بیان کی وجہ سے عوام الناس میں جن غلط فہمیوں کے جنم لینے کا خدشہ تھا۔ اس کے ازالے کے لیے اپنی رائے کو میڈیا کے ذریعے مشتہر کیا ہے۔ معاملہ صرف اتنا سا ہے۔ لیکن حسن نثار، نذیر ناجی، ایاز میر اور شفقت محمود نے اسے خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنانے کی کوشش کی ہے۔

بظاہر امکان یہی ہے کہ میاں نواز شریف نے قادیانیوں کو پاکستان کے شہری ہونے کے ناطے اپنا بھائی کہا ہوگا اور شفقت محمود ایسے لوگ یہی بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ پاکستانی ہونے کے ناطے قادیانیوں کو بھائی کہنے میں کیا حرج ہے؟۔

یاد رہے کہ قادیانیوں اور دیگر اقلیتوں میں واضح فرق یہ ہے کہ دیگر غیر مسلم اپنے اپنے مذاہب اور نظریات کی پیروی کرتے ہیں۔ جبکہ قادیانی اسلام کا حلیہ بگاڑنے، شعائر اسلام کی بے حرمتی اور اسلامی اصطلاحات کو توڑ مروڑ کر استعمال کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔ دیگر مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے مقتداؤں کی اتباع کرتے ہیں۔ جبکہ قادیانی اپنے گرو مرزا غلام احمد قادیانی کو کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کبھی پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے منصب جلیلہ پر فائز کرنے کی بھونڈی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بقول قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں میں وہی فرق ہے جو ایسے دو افراد کے مابین ہے جن میں سے ایک شراب یا خنزیر کا گوشت اس وضاحت اور صراحت کے ساتھ بیچتا ہے کہ وہ شراب اور خنزیر کا گوشت بیچ رہا ہے۔ اگرچہ وہ بھی مجرم ہے۔ لیکن جو شخص شراب پر آب زمزم کا لیبل لگا کر اور خنزیز کے گوشت کو بکرے کا گوشت قرار دے کر بیچے وہ کہیں بڑا مجرم ہے۔ الغرض اسلامی، دینی اور شرعی لحاظ سے قادیانی عام کافروں سے یکسر مختلف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے لیے ''زندیق'' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

جہاں تک پاکستانی آئین اور قانون کا معاملہ ہے اسے بھی قادیانی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ وہ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کے فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اعلیٰ عدلیہ کے فیصلوں کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ خود کو اقلیت تسلیم کرنے کی بجائے حقیقی مسلمانوں کے روپ میں پیش کرنے اور اس ملک کی اکثریتی آبادی کے حقوق غصب کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یوں ایک ایسا گروہ جو منتخب پارلیمنٹ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے، آئین کو پامال کرے، عدلیہ کا مذاق اڑائے، امتناع قادیانیت آرڈیننس کی دھجیاں آڑائے، اکثریتی آبادی کے حقوق غصب کرے، کلیدی اسامیوں اور وسائل پر قابض ہو جائے، غیر ملکی آقاؤں کے ایجنڈے کی تکمیل کرے۔ اس گروہ کے افراد کو کیونکر بہن بھائی قرار دیا جاسکتا ہے؟۔

جہاں تک قادیانیوں کے اس ملک کا سرمایہ ہونے کے دعوے کا تعلق ہے۔ ہمارے خیال میں مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کو اسلام اور ملک کا غدار قرار دے کر اس قضیے کو مدتوں پہلے حل کر دیا تھا۔ کیونکہ قادیانیوں کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ وہ اکھنڈ بھارت کے قائل ہیں۔ وہ آج بھی چناب نگر میں اپنے مردے امانتاً دفن کرتے ہیں کہ جب پاک بھارت دوبارہ ایک ہو جائیں گے۔ اس وقت وہ اپنے مردے قادیان منتقل کر لیں گے۔ جنہوں نے گورداسپور کو تقسیم ہندوستان میں شامل کروا کر مسئلہ کشمیر کی بنیاد ڈالی۔ جو اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ ملازمت کرتے اور صیہونی مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ جن کے گرو نے خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا کہا تھا اور وہ آج تک انگریزی آقاؤں کے اشارہ ابرو پر چلتے ہیں۔ پاکستان نے قادیانیوں میں سے ظفر اللہ خان کو پہلا وزیر خارجہ بننے کا اعزاز بخشا اور ظفر اللہ خان قادیانی نے محسن کشی کا ثبوت دیتے ہوئے قائداعظم کی نماز جنازہ میں شرکت سے انکار کر دیا۔ پاکستان نے ڈاکٹر عبدالسلام کی عزت افزائی کی۔ لیکن وہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی طرح پاکستان کی کوئی خدمت نہ کر سکا۔

الغرض قادیانیوں کے حوالے سے ایسے ایسے تاریخی حقائق ہیں جن کی بنیاد پر انہیں نہ تو اپنا بھائی قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں پاکستان کا سرمایہ کہا جا سکتا ہے۔ ہاں! اگر آج قادیانی، قادیانیت سے تائب ہو جائیں تو بلاشبہ وہ ہمارے بھائی ہیں یا کم از کم وہ قرآن وسنت کے فیصلوں اور ملکی قانون و آئین کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کر لیں۔ تب بھی ان کا معاملہ عیسائیوں، سکھوں اور ہندوؤں کی طرح ہو جائے گا۔ لیکن ان دونوں شرائط کی تکمیل کے بغیر ہی اگر نواز شریف انہیں بھائی اور پاکستان کا سرمایہ قرار دیں اور ٹھوس اور واضح دلائل کی بنیاد

پر اگر مذہبی اور سیاسی جماعتوں کی طرف سے نواز شریف کے بیان کی مذمت اور مخالفت کی جائے تو اس پر شفقت محمود ایسے لوگوں کو اس قدر سیخ پا ہونے کی کیا ضرورت ہے؟۔

شفقت محمود رواداری، تحمل، برداشت، وسعت نظر اور اظہار رائے کی آزادی کی بات کرتے ہیں۔ لیکن وہ میاں نواز شریف سے اختلاف رائے کا اظہار کرنے والوں پر اس قدر برہم ہوگئے کہ فوری طور پر مدارس کو بند کرنے کا مطالبہ کر دیا اور یہ کہہ ڈالا کہ مدارس کے خلاف کارروائی کا یہ سب سے موزوں وقت ہے۔ اگر ان کے نزدیک آزادی اظہار کی اتنی ہی اہمیت ہے تو اہل مدارس کو مضبوط دلائل کی بنیاد پر اپنے موقف کے اظہار کی آزادی دینے کے لیے کیوں تیار نہیں؟۔

شفقت محمود نے اپنے کالم میں جس طرح مدارس اور مذہبی طبقات کے بارے میں بدترین انتہا پسندی کا ثبوت دیا۔ وہ بہت قابل افسوس ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے ہاں سیکولر انتہا پسندوں کے قلم زہر اگلتے رہیں یا وہ ٹی وی ٹاک شوز میں بیٹھ کر کف اڑاتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی وہ سدا کے اعتدال پسند رہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اسلام پسند دلیل اور منطق کی بنیاد پر کسی رائے کا اظہار کر دے تو اس پر فوراً انتہا پسندی کی پھبتی کسی جاتی ہے اور اسے قابل گردن زدنی قرار دیا جاتا ہے۔ ہمارے جدت پسند اہل مدارس کے سائنس اور ٹیکنالوجی سے بے خبری پر ہلکان ہوئے جاتے ہیں۔ لیکن خود فرائض کے درجے کا دینی علم بھی نہیں رکھتے اور اس کے سیکھنے کے احساس سے محروم ہیں جو انتہائی افسوسناک امر ہے۔

محترم شفقت محمود نے مدارس پر جس بھونڈے انداز سے الزام تراشی کی۔ اس سے قبل کیا انہوں نے کسی دینی مدرسہ کا دورہ کیا؟ کسی دینی مدرسہ میں کچھ وقت گزارا؟۔ کیا وہ دینی مدارس کے نصاب ونظام سے واقف ہیں؟۔ کیا انہوں نے مدارس کے ذمہ داران سے رابطہ کرنے کی ضرورت محسوس کی؟۔ یقیناً وہ ان سوالات کا جواب نفی میں ہی دیں گے تو وہ خود ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ کیا صحافتی پیشے اور صحافتی دیانت کا یہی تقاضہ ہے کہ آپ بلا تحقیق الزامات اور اتہامات کی بوچھاڑ کرتے چلے جائیں اور محض بدنیتی کی بناء پر دوسرے فریق کے بارے میں حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کریں؟۔

محترم شفقت محمود نے اپنے کالم میں مدارس کو بند کرنے، مدارس کو ختم کرنے اور ان کے خلاف کارروائی کرنے کے جو خواب دیکھے ہیں۔ اس طرح کے خواب ان سے قبل بھی بہت سے لوگ دیکھ چکے۔ لیکن وہ ان سہانے سپنوں کو اپنے سینوں میں لیے زمین کی پاتال میں اتر گئے اور انشاء اللہ شفقت محمود کے بھی یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوں گے۔ کیونکہ مدارس تو قرآن وحدیث کے علوم سیکھنے سکھانے کا نام ہے اور جب تک قرآن وحدیث موجود ہیں۔ اس وقت تک مدارس بھی موجود رہیں گے۔

کیونکہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لینے والے رب کی طرف سے ان مدارس کی حفاظت کی جاتی رہے گی اور کسی سیکولر اور لبرل انتہا پسند کا غیض وغضب مدارس دینیہ کا کچھ نہیں بگاڑ پائے گا۔ انشاء اللہ!

خطاب: شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب!

ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد 9 مئی 2010ء

ضبط تحریر: ساجد اعوان

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیک ۰ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا ۰ من یھداللہ فلا مضل لہ ۰ ومن یضلل لہ فلا ھادی لہ ۰ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ۰ ونشھد ان سیدنا وشفیعنا وحبیبنا ومولانا محمد ﷺ عبدہ ورسولہ ۰ اما بعد!

’’فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم‘‘

’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین‘‘

برادران اسلام! میرے عزیز اور محترم اسلامی بھائیو! اس کانفرنس کے آغاز سے لے کر اب تک آپ حضرات علماء کرام کے ارشادات سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ یہ اجتماع آپ کے ایمان کی ترقی کا سبب اور ذریعہ بنائے اور اس دنیا کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان فیصلوں کا ذریعہ ثابت ہو جو امت کے لئے خیر کا باعث ہو۔

میں اپنی موجودہ کیفیت میں بالکل اس قابل نہیں ہوں کہ آپ کے سامنے بیان کرسکوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگ وبرتر نے توفیق عطاء کی اور اس کی قدرونصرت شامل حال ہوئی تو میں کوئی مفید بات آپ کے سامنے پیش کرسکوں گا۔ معاملہ ختم نبوت کا ہے اور ختم نبوت کے انکار کے حوالے سے ہمارے یہاں پاکستان میں سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بڑا مسئلہ اور ضرورت درپیش رہتی ہے اور اس وقت بھی موجود ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی بناء پر ہے۔ مسئلہ آپ کے سامنے ہے کہ جب آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما تھے۔ اس زمانے میں نبوت کے دعویدار پیدا ہوگئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے دعویٰ کو رد کیا تھا اور پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں اس فتنے کی بیخ کنی کی گئی۔ ان تمام واقعات سے آپ حضرات واقف ہیں۔

میں آپ کے سامنے چند باتیں پیش کروں گا۔ ان میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی کا سرور کائنات، جناب رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ سے اگر تقابل کیا جائے، آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کو سامنے رکھا جائے اور غلام احمد قادیانی کی زندگی کو بھی پیش نظر رکھا جائے تو حق بالکل واضح طور پر سامنے صاف صاف نظر آجائے گا۔ کون نہیں جانتا کہ نبی پاکؐ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے امام بنے۔ آپ ﷺ نے امامت فرمائی۔ سارے کے سارے انبیاء کرام علیہم السلام جن کو اللہ تبارک

وتعالیٰ نے اس دنیا میں مبعوث کیا تھا۔ ان کو وہاں جمع کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ان سب کی امامت کروائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے آسمانوں کا سفر کیا۔ وہاں بھی آپ ﷺ کی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اس کے بعد ساتویں آسمان کے اوپر آپ ﷺ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور وہاں آپ ﷺ کی اللہ پاک سے ہم کلامی ہوئی۔ ان واقعات کو دیکھو اور مرزا قادیانی کو دیکھو۔ ان واقعات کے ساتھ مرزا قادیانی کی زندگی کا تقابل کرو اور مقابلہ کر کے دیکھو تو وہ آپ کو صفر نظر آئے گا۔ یہاں نور، وہاں اندھیرا، یہاں روشنی ہے، وہاں ظلمت ہے۔ یہاں کردار کی بلندی اور کردار کا اعلیٰ مقام اور وہاں سوائے دجل، دھوکہ اور فریب کے اور ایسے دعاوی کہ جن کی کچھ حقیقت نہیں۔ ان کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

سرور کائنات، جناب رسول اللہ ﷺ کے کردار کے حوالے سے کہ آپ ﷺ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ یہ تمام کے تمام واقعات آپ ﷺ کو قریش کے ساتھ پیش آئے۔ بدر کا واقعہ پیش آیا۔ احد کا واقعہ پیش آیا۔ خندق کا واقع پیش آیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو ایذا رسانی میں، آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ جب آپ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو وہ شکست خوردہ سامنے کھڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ اعلان فرمارہے تھے۔ ''لا تثریب علیکم الیوم''

سب کو معاف فرمادیا۔ سب کو معاف فرمادیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو آپ کا پیارا وطن مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا تھا۔ فرمایا آج کوئی گرفت نہیں کریں گے۔ کوئی مواخذہ نہیں کریں گے۔ آج سب آزاد ہیں۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے مکہ سے چلے جانے کے بعد بھی ایذاء رسانی کے اندر کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے تشریف لے گئے۔ طائف، وہاں آپ ﷺ کو جو تکلیف پہنچائی گئی۔ آپ ﷺ کا جسم لہولہان ہوگیا۔ فرشتہ حاضر ہوا۔ اس نے اجازت چاہی کہ اگر آپ ﷺ فرمائیں تو دو پہاڑوں کے درمیان ان کو پیس کر رکھ دیں۔ ان کا نام ونشان مٹادیں تو آپ ﷺ نے اجازت نہ دی اور فرمایا۔ یہ بے خبر ہیں۔ ان کو حقیقت کا علم نہیں۔ اس لئے یہ غلطی ان سے ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو بھی معاف فرمادیا۔ یہ آپ ﷺ کا کردار ہے۔

آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے جارہے ہیں۔ عثمان بن طلحہ سے ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں جارہا ہوں اور جاتے ہوئے میرا دل چاہتا ہے کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو جاؤں۔ اس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عثمان ایک وقت آئے گا جب بیت اللہ کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا دوں گا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ اس نے کہا کیا اس وقت قریش برباد ہو جائیں گے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس وقت قریش کو اور عزت ملے گی۔ اس نے مذاق اڑایا۔ آپ ﷺ کا اس نے استہزاء کیا اور بیت اللہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ لیکن وہ وقت آیا جب مکہ فتح ہوا۔ چابی آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا۔ چونکہ وہ مغلوب تھا۔ مفتوح تھا۔ بلا کر چابی اسے دے دی۔ یہاں عثمان بن طلحہ کی اس حرکت کے نتیجے میں سمجھ یہی آتا تھا کہ چابی اسے نہیں دی جائے گی۔ لیکن آپ ﷺ کا کردار تھا۔ آپ ﷺ کا ایک بلند مقام اور قابل رشک کردار تھا۔ آپ ﷺ نے عثمان سے فرمایا۔ آج ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ چابی آپ کے حوالے کر رہا ہوں۔ چنانچہ

آج تک وہ چابی اس کے خاندان میں چلی آرہی ہے۔ یہ سرور کائنات جناب رسول اللہ ﷺ کا بلند کردار ہے۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اس کے مقابلے میں قادیانی کو آپ دیکھیں۔ وہاں کوئی بلندی، کوئی قابل رشک کردار، کوئی قابل فخر بات آپ کے سامنے نہیں۔ اس کا کردار یہ ہے کہ ہر موقع پر اس کو شکست ہوئی، ہر موقع پر اس کو شرمندگی ہوئی اور ہر موقع پر وہ ذلیل وخوار ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساری رسوائیاں دنیا میں اس کے اوپر مسلط کر دیں اور آخرت تو اور بری ہے۔ سو ہم سرور کائنات ﷺ کا کردار، عقیدت کی وجہ سے گھڑ گھڑ کر مبالغہ کر کے بیان نہیں کر رہے۔ سب چھپا ہوا ہے۔ سب موجود ہے۔ دشمن، دوست سب اس کو تسلیم کرتے اور ماننے پر مجبور ہیں اور یہ کیفیت مرزا قادیانی کی بھی ہے۔ اس کا حال بھی سارا لکھا ہوا ہے۔

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ آئے تو دنیا کی قسمت جاگ گئی۔ دنیا میں بسنے والوں کے حالات نور سے منور ہوگئے۔ ظلم کی اندھیریاں چھٹ گئیں اور عدل وانصاف کا بازار سج گیا اور علم کی فراوانی ہوئی۔ اتنی ہوئی، اتنی ہوئی، اتنی ہوئی کہ آج تک جاری ہے۔ اس علم کی فراوانی اس علم کی زیادتی اور اس علم کی ترقی کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

سرور کائنات ﷺ کی برکات کا نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ ماننے والے ہیں۔ صرف انہی کو تحفظ حاصل نہیں ہوا، بلکہ جو نافرمانی کا شکار ہیں، جو بغض وحسد کا شکار ہیں، جو ماننے والے نہیں ہیں، ان کو بھی تحفظ حاصل ہوا ہے۔ نبی پاک ﷺ کی برکت کا آپ اندازہ لگائیں جو لوگ ماننے والے ہیں۔ ان ہی کو فائدہ نہیں پہنچا بلکہ جو ماننے والے نہیں ہیں ان کو بھی فائدہ پہنچا اور جب تک کہ ایک آدمی بھی ماننے والا اس دنیا میں باقی رہے گا تو یہ کائنات قائم رہے گی۔ سب لوگوں کو تحفظ حاصل ہوگا۔ یہ سرور کائنات ﷺ جناب رسول اللہ ﷺ کی برکات ہیں۔ ان برکات کے نتیجے میں ہمیں ختم نبوت کے عقیدے کو نہایت مستحکم اور مضبوطی کے ساتھ اختیار کرنا چاہئے اور آپ ﷺ کے ختم نبوت کے عقیدے اور اس عظیم الشان محل کے اندر جو لوگ نقب لگانا چاہتے ہیں۔ ان کو ان کے کردار کے مطابق انجام تک پہنچانا چاہئے۔ ان کے فریب میں نہیں آنا چاہئے۔ ان کے دھوکے میں نہیں آنا چاہئے۔

اور بات جیسا کہ پہلے عرض کی گئی ہے کہ ادھر کا معاملہ سارے کا سارا لکھا پڑا ہے۔ محفوظ موجود ہے اور دشمن کا معاملہ بھی سارے کا سارا لکھا پڑا موجود ہے۔ کیا کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا اور مرزا قادیانی کو انگریزوں نے مقرر کیا۔ آپ اندازہ تو لگائیں کہ ایک آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اور ایک آدمی ہے جسے انگریز نے مقرر کیا ہے۔ دونوں کا کیا مقابلہ ہے؟۔ دونوں کو بالمقابل لانے کا کیا جواز ہے؟۔

ان حقائق پر غور کیا جائے۔ عقیدہ ختم نبوت کو اپنے دلوں کے اندر مستحکم کیا جائے اور اس بات کا اہتمام کیا جائے۔ اپنے دل ودماغ میں اس مسئلے کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے قادیانیت کے تمام متعلقات کا مضبوط بائیکاٹ کیا جائے۔

”وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین“

صدر پاکستان کی خدمت میں!

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق

اس بات کا سب کو علم ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی وسابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ یہ وہ کارنامہ ہے جس کو ۱۹۵۳ء کی ملک گیر تحریک ختم نبوت کے باوجود خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان نہ کر سکے۔ اس تحریک ۱۹۵۳ء کی قیادت حضرت مولانا ابوالحسنات کر رہے تھے۔ ہزاروں علماء ومشائخ رضا کار قید وبند کی زندگی گزار رہے تھے۔ یہ وہ تحریک تھی جس کو لاہور میں مارشل لاء نافذ کر کے جنرل اعظم کے حوالہ کیا گیا۔ یہ وہ تحریک تھی جس میں دس ہزار رضا کاروں کو شہید کر کے ان کی لاشوں کو جلایا گیا اور دریائے راوی میں پھینکا گیا۔ یہ وہ تحریک تھی جس میں وزیر خاں کی مسجد میں تین رضا کاروں کو اذان کے دوران شہید کیا گیا۔ یہ وہ تحریک تھی جس کے نتیجے میں احرار کی جماعت کو ملک میں اشتعال انگیزی اور قتل وغارت کا ذمہ دار ٹھہرا کر جسٹس منیر کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ لیکن دلائل نے ثابت کر دیا کہ اس کا سبب قادیانیوں کی اشتعال انگیز تقاریر اور سر ظفر اللہ کا اشتعال انگیز رویہ تھا۔ تحقیق کے بعد احرار لیڈروں کو باعزت بری کیا گیا۔ یہ وہ تحریک تھی جس میں تین مطالبے کیے گئے:

۱...... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

۳...... قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

لیکن اس موقع پر اتنے نقصان کے باوجود خواجہ ناظم الدین یہ جرأت نہ کر سکے۔ مسلم لیگ شروع سے قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتی ہے۔ مسلم لیگ اپنی سیٹ پر قادیانیوں کو ٹکٹ دیتی رہی ہے۔

دوبارہ سن ۱۹۷۴ء میں نشتر کالج ملتان کے مسلمان طلباء سیر کے لئے جا رہے تھے۔ ربوہ سٹیشن پر اترے تو قادیانی غنڈوں نے تشدد کر کے ان کی پٹائی کر دی جس کے نتیجے میں کالج کے طلباء نے قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع کر دی۔ تمام کالجوں کے طلباء سراپا احتجاج ہو گئے۔

قادیانیوں کی اشتعال انگیز کاروائی کے نتیجے میں تحریک چل نکلی تو علماء کرام نے ان کی سرپرستی کرتے ہوئے تحریک کو ایوان بالا تک پہنچا دیا۔ اس وقت تحریک کی قیادت حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرما رہے تھے اور اسمبلی کے اندر مولانا مفتی محمودؒ اراکین پارلیمنٹ کو اس قادیانی فتنہ سے آگاہ کر رہے تھے۔ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم تھے۔ چنانچہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ دوبارہ زور پکڑ گیا۔ علماء شہر شہر جا کر عوام کو قادیانیوں کے فتنے سے آگاہ کر رہے تھے۔ تحریک کے اثرات جب پارلیمنٹ میں پہنچے تو اسمبلی میں اس موضوع پر بحث شروع ہوئی۔ اس موقع پر مرزا ناصر نے درخواست دی کہ ہمیں صفائی کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ ان کو صفائی کا موقع دیا گیا اور اسمبلی میں ان کو بلایا گیا۔

حضرت مفتی محمودؒ فرماتے تھے کہ ایک شخص مشبہ شکل میں سر پر دستار منہ پر ڈاڑھی اور اسلامی لباس زیب تن کئے ہوئے اسمبلی میں آیا۔اس کے ہاتھ میں مختلف جماعتوں کے فتاوی تھے جن میں ایک دوسرے کو کافر کہا گیا تھا۔ مثلاً دیوبندی بریلویوں کو کافر کہتے ہیں۔ بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں۔اس نے ان فتاوی کے نقول تمام اسمبلی والوں کے ہاتھوں میں دے دی اور کہا کہ تکفیر مولوی کا مشغلہ ہے۔ بتاؤ ان فتاوی کی رو سے کون مسلمان ہے کون کافر؟۔اس طرح کے فتوے تو سب کے خلاف ہیں۔

حضرت مفتی محمودؒ کے بیان کے مطابق اس مسئلہ کو سولہ یا سترہ ارکان پارلیمنٹ مذہبی طور پر جانتے تھے کہ قادیانی کافر ہیں اور ذوالفقار علی بھٹو سمیت باقی سب کا یہی ذہن تھا کہ مولوی کا مشغلہ ہے۔اس رو سے کوئی بھی مسلمان نہیں۔ حضرت مفتی محمودؒ کے بیان کے مطابق یہ وقت مجھ پر مشکل تھا کہ ان کو میں کیسے سمجھاؤں تو اللہ پاک نے میری مدد فرمائی۔ میں نے بخاری شریف پڑھائی ہوئی تھی جس میں امام بخاریؒ کفر دون کفر کا باب باندھا ہے۔جس کا مطلب کفر کی مختلف حدود ہیں۔

کوئی حقیقی کفر ہوتا ہے۔کوئی شبہی یعنی کفر کے مشابہ ہوتا ہے۔کوئی کفر واقعی ہوتا ہے اور کوئی کفر قانونی ہوتا ہے۔تو میں نے ساری اسمبلی کو خطاب کر کے فرمایا کہ یہ جو فتاوی پیش کئے گئے ہیں یہ واقعاتی ہیں قانونی نہیں اور ان کے خلاف جو فتوی ہے وہ قانونی ہے۔ مثلاً دیوبندی بریلوی کے نزدیک قانون مشترک ہے کہ مشرک بخشا نہیں جائے گا قانون میں اختلاف نہیں۔ واقع میں اختلاف ہے۔ دیوبندی کہتے ہیں تم قبروں کو سجدہ کرتے ہو شرک کرتے ہو کافر ہو۔ دیوبندی بریلوی کا قانون ایک ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بے ادب بخشا نہیں جائے گا۔ قانون میں اختلاف نہیں۔ بریلوی کہتے ہیں دیوبندی بے ادبی کرتے ہیں۔ لہٰذا کافر ہیں۔ یہ واقعہ کا اختلاف ہے قانون کا نہیں۔ قادیانیوں کے ساتھ ہمارا قانون کا اختلاف ہے۔ قانون کا کہ جو سچے نبی کو نہ مانے وہ کافر ہے اور قانون ہے جو جھوٹے نبی کو نبی مانے وہ کافر ہے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی سچا نبی تھا یا جھوٹا؟۔ مرزا ناصر نے بھری اسمبلی میں صاف کہہ دیا کہ سچا نبی تھا۔تو میں نے اسمبلی کو خطاب کر کے کہا یہ مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا نبی کہتا ہے اور جو سچے نبی کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اگر ان کو مسلمان مانتے ہو تو اپنے کافر ہونے کا بل پاس کرلو۔ تمام اسمبلی والوں کو مسئلہ سمجھ آ گیا کہ یہ تو مرزا قادیانی کو سچا نبی کہتا ہے۔اس کے نہ ماننے والے ہم سب کافر ہو گئے تو اس وقت اسمبلی والوں نے ذوالفقار علی بھٹو کو کہا مذہب کا معاملہ ہے۔اس پر غور کرو۔

معلوم ہونا چاہے کہ بھٹو نہ تو بزدل تھے کہ دباؤ میں آ جاتے۔ جیسا کہ قادیانیوں کے بعض وظیفہ خور صحافی کہتے ہیں کہ مولویوں کے دباؤ سے فیصلہ کیا تھا اور نہ بے سمجھ تھے کہ کسی کے دھوکے میں آ جاتے۔ بہترین پارلیمنٹری دماغ رکھتے تھے۔ مذاکرات میں کبھی مات نہ کھاتے تھے۔ تا کہ یہ کہا جائے کہ ان کو مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے علی وجہ البصیرت ان قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے اور ساتھ ہی کہا کہ قادیانی پاکستان میں وہ مقام

حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں نے امریکہ میں قائم کر رکھا ہے۔ ان کے متعلق جو صحافی کہے کہ دباؤ میں آ کر فیصلہ کیا یا بے سوچے سمجھے فیصلہ۔ وہ بھٹو کی توہین کرتے ہیں۔ ایسے مضامین پر پابندی لگائی جائے۔

اب موجودہ حکومت کے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو پابند بنائے کہ تم اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کرلو اور مسلمانوں کی اصطلاحات کو استعمال نہ کرو اور انہیں کلیدی آسامیوں سے فارغ کر کے اقلیت کے مطابق حقوق دیے جائیں۔ یہ مسلمانوں کی تمام اہم پوسٹوں پر قابض بھی ہیں اور اپنے آپ کو مظلوم بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اور اقلیتیں بھی ملک میں بستی ہیں۔ اپنے مذہب کے مطابق رسوم ادا کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی اقلیت بن کر رہیں۔

مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی اور دیگر سیاسی جماعتوں کو آئندہ مسلمانوں کی سیٹ پر ان کو ٹکٹ دے کر اسمبلی میں پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی مخلوط انتخابات کے ذریعے سے ان کو اسمبلیوں میں جانے کا موقع فراہم کیا جانا چاہئے۔ تاکہ یہ وزیراعظم کی پوسٹ پر قابض نہ ہوسکیں بلکہ ان کی مخصوص نشستوں کے مطابق ان کو انتخابات میں شرکت کی اجازت دی جائے۔

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی منتظمہ کا اجلاس

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی منتظمہ کی میٹنگ ۲۰ رشوال المکرم مطابق ۳۰ رستمبر ۲۰۱۰ء صبح ۹ ربجے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر مسلم کالونی منعقد ہوگی۔ جس میں کانفرنس سے متعلق چنیوٹ، سرگودھا، فیصل آباد، حافظ آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، نارووال، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور اوکاڑہ اضلاع کے دورے طے کئے جائیں گے۔

مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۶، ۷ رشوال المکرم ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶، ۱۷ رستمبر بروز جمعرات جمعہ دفتر مرکزیہ میں ہوگا۔ جس میں آئندہ سہ ماہ کے ملک بھر کے تبلیغی پروگرام اور آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر منعقدہ ۱۴، ۱۵ راکتوبر ۲۰۱۰ء کی کامیابی اور تشہیر سے متعلق پروگرام تشکیل دیئے جائیں گے۔

معدہ کی اصلاح کے لئے مجرب ☆ نظام ہضم درست کرنے کے لئے ☆ غلیظ مادوں کو خارج کرنے کے لئے

ساھیوال پھکی

طبیعت سے ثقل اور بوجھل پن دور کرنے کے لئے

بدن میں فرحت ونشاط پیدا کرنے کے لئے

حیاتِ نو کیپسول

ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کے لئے

السعید ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی دیپالپور بازار ساہیوال 0321-6950003

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ!

حیات نفیس

مرتب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، صفحات:۳۵۲، قیمت: دوصد روپے۔ ناشر و ملنے کا پتہ: الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما، و نائب امیر، قدوۃ الصالحین حضرت نفیس الحسینیؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد مختلف دینی رسائل و جرائد میں جو کچھ شائع ہوا۔ نیز ماہنامہ الحسن لاہور نے حضرت شاہ صاحبؒ پر گرانقدر وقیع و ضخیم نمبر شائع کیا۔ اللہ رب العزت بہت ہی جزائے خیر دیں مولانا محمد اسماعیل صاحب کو۔ انہوں نے اس مطبوعہ تمام مواد کو سامنے رکھ کر مکررات حذف کئے۔ گیارہ ابواب قائم کر کے ہر باب کے تحت میں جو کچھ جہاں کہیں تھا اسے یکجا کر دیا۔ نئی خوبصورت ترتیب کے ساتھ یہ کتاب تیار کر دی۔ الفیصل لاہور کے کتب خانوں میں ایک بلند نام و مقام ادارہ ہے۔ اس نے اس کتاب کو شائع کیا۔ اچھا ہوا، ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ پر ایک نئی کتاب شائع ہوگئی۔ امید ہے کہ شائقین اس کی قدر دانی فرمائیں گے۔ کیا کیا جائے بخل کا کہ مولانا نے تبصرہ کے لئے دو کتابیں تو پکڑا دیں۔ مجھ مسکین کو کتاب نہیں دی کہ مکمل کتاب پڑھنے کے بعد رائے قائم کرنے میں بہت آسانی ہو جاتی۔

تعارف قادیانیت

مرتب: جناب پروفیسر محمد الیاس اعظمی صاحب، صفحات:۸۰، ملنے کا پتہ: فروغ رضا و طاہر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور!

محترم جناب پروفیسر محمد الیاس اعظمی صاحب نے قادیانیت کے بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و نظریات پر قلم اٹھایا ہے اور جاندار و جامع انداز میں قادیانیت پر کاری ضرب لگائی ہے۔ اس رسالہ میں متفرق بہت سارے ضمنی مباحث آگئے ہیں۔ بحالت کہتر و بقیمت بہتر کا یہ مصداق رسالہ ہے۔ امید ہے کہ محبت سے پڑھا جائے گا۔

تحفظ ختم نبوت مع رد قادیانیت

مرتب: مولانا محمود الحسن صاحب، صفحات:۶۴، ملنے کا پتہ: مکتبۃ الصالحیۃ نیو اسلامیہ کالونی ڈیرہ اسماعیل خان!

مولانا موصوف نے دس اصول مقرر کر کے مرزا قادیانی کی تحریرات کی روشنی میں مرزا قادیانی کو پرکھا تو مرزا قادیانی ان اصولوں میں ناکام و نامراد ثابت ہوا، اور یہی مصنف موصوف ثابت کرنا چاہتے تھے۔ عالمی مجلس ڈیرہ اسماعیل خان کے مبلغ مولانا عبدالستار حیدری نے اس پر نظر ثانی کی ہے۔ امید ہے کہ مندرجہ حوالہ جات کو دیکھ لیا ہوگا۔ تب تو بہت ہی فائدہ کی چیز ہے۔ مختصر اور جامع۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ردقادیانیت کورس کی اختتامی تقریب کا آنکھوں دیکھا حال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲۲روزہ سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس کی اختتامی تقریب ۷/اگست کو نو بجے صبح جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوئی۔ اختتامی تقریب کی صدارت خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کی۔ جبکہ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ سرپرست اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی ناظم مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی مہمان خصوصی اور مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ نگرانی فرماتے رہے۔

تقریب کا آغاز جناب ڈاکٹر قاری صولت نواز فیصل آباد کی مسحورکن تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اختتامی تقریب سے حضرت سید ناصر فاروق شاہ، مولانا عبدالمجید جامی، حضرت مولانا قاری محمد یاسین فیصل آباد، مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی، مولانا اللہ وسایا، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاری محمد یامین گوہر، مولانا غلام مصطفیٰ سمیت کئی ایک علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ کورس میں چارسوایک حضرات نے شرکت کی۔

شرکائے کورس کو قادیانیت وعیسائیت اور پرویزیت کے خلاف دلائل وبراہین سے مسلح کیا گیا۔ کورس میں آٹھ بجے صبح تا بارہ بجے دوپہر، نماز عصر وظہر کے درمیان اور عشاء کی نماز کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ مختلف موضوعات پر لیکچر ہوتے رہے۔ عشاء کے سبق کے بعد اساتذہ کرام کی نگرانی میں تقریری مقابلے ہوتے۔ جامع مسجد ومدرسہ کے در و دیوار تاجدار ختم نبوت کے پرجوش نعروں سے گونج اٹھتے۔ یہ روح پرور منظر بائیس دن تک رہا۔ شرکائے کورس سے تحریری امتحان لیا گیا۔ قادیانیوں کے شبہاب جلداوّل، جلد دوم، اربعین کے پرچے ہوئے اور متفرق مسائل پر چوتھا پرچہ ہوا۔

شرکائے کورس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات کا منتخب سیٹ مہمانان گرامی کے ہاتھوں سے دلوایا گیا۔ چنانچہ پیر سید ناصر فاروق شاہ، مولانا عبدالمجید جامی، قاری محمد یاسین فیصل آباد، مولانا مفتی ظفر اقبال کھروڑپکا، قاری محمد یامین گوہر، مولانا عبدالوارث، مولانا خلیل احمد ملک چنیوٹ، قاری منیر احمد اختر گوجرانوالہ، صاحبزادہ سعید احمد خانقاہ سراجیہ، مولانا عبدالرحمٰن ضیا سرگودھا، قاری عبدالرحمٰن رحیمی ملتان، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہؒ کے خادم رضوان نفیس، جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد کے خطیب مفتی محمد ضیا مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاری عبدالرحمٰن جھنگ سے انعامات واسناد دلوائے گئے۔ اختتامی تقریب کے

منتظم وسٹیج سیکرٹری مولانا عزیز الرحمٰن ثانی تھے۔

استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے علمائے کرام کی استدعا پر سند حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی۔ استاذ جی کے خطاب لاجواب کے دوران ہر آنکھ پرنم نظر آئی۔ استاذ جی نے فرمایا کہ ہم ہرسال جب اس تقریب میں شرکت کے لئے آتے تو خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خان محمدؒ کی زیارت اور دعاؤں سے مشرف ہوتے۔ آج پہلا موقع ہے کہ حضرت والا کی زیارت اور دعاؤں سے محروم ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت والا کی وفات کے صدمہ سے خدام ختم نبوت اور حضرت والا کے متعلقین نے صحابہ کرامؓ کی یاد تازہ کردی۔ رحمت دوعالم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے اسلام کی کشتی کو طوفانوں سے محفوظ باہر نکالا۔ انشاء اللہ العزیز! ہم حضرت خواجہ صاحبؒ کے عظیم مشن کی آبیاری کرتے رہیں گے اور قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے۔

مولانا قاضی عبدالرشید نے کہا قادیانیت کے دن گنے جاچکے ہیں اور وہ وقت دور نہیں کہ قادیانیت صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائے گی۔ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ میں اپنے والد کے مشن کے لئے اپنی جان عزیز کا آخری قطرہ تک پیش کردوں گا۔ کورس حضرت صاحبزادہ صاحب کی دعاؤں پر اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس سرگودھا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مرکزی عیدگاہ سرگودھا میں تیسری سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۷/اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء منعقد ہوگی۔ جس کی سرپرستی شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، صدارت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، مہمان خصوصی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ طریقت مولانا پیر ناصرالدین خاکوانی ہوں گے۔ کانفرنس سے تمام جماعتوں کے مرکزی راہنما خطاب کریں گے۔ کانفرنس کے انتظامات مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا محمد رضوان کے زیرنگرانی ہوں گے۔

ٹوبہ کے تین مقامات پر ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۳۱/جولائی، یکم/اگست کو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تین مقامات پر ردقادیانیت کورس منعقد ہوئے۔ پیریاں والا ظہر سے عصر تک، دلم عصر سے مغرب، جامع مسجد قادری ٹوبہ شہر بعد نماز عشاء۔ پہلے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے مرزائیت کا کفر قرآن وسنت اور عدالتی فیصلوں کی رو سے بیان کیا۔ جبکہ دوسرے روز مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حیات مسیح علیہ السلام، کذّبات مرزا، اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی کے عنوان پر لیکچر دیئے۔ مقامی مبلغ مولانا خبیب احمد معاون رہے۔ کورسوں کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے راہنماؤں مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی، قاضی فیض احمد، مولانا مجیب الرحمٰن لدھیانوی، بلال مسجد غلہ منڈی کے خطیب مولانا سعداللہ لدھیانوی نے کی۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہ کے خلیفہ مولانا نصراللہ انور کا تعاون اور دعائیں حاصل رہیں۔

حضرت خواجۂ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی یاد میں خصوصی نمبر کی اشاعت

- ماہنامہ لالوک ملتان کا ایک خصوصی یادگار نمبر شائع کیا جارہا ہے۔
- جس میں ملک بھر کے نامور علماء مشائخ، جماعتوں کے سربراہ اپنے اپنے طور پر قبلہ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کو خراج تحسین پیش کریں۔
- اس نمبر میں تعزیتی خطوط، آمدہ درخانقاہ سراجیہ ودفتر مرکزیہ ملتان کو شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔
- اس نمبر میں تعزیتی رجسٹر پر تعزیتی تاثرات کو بھی شامل کیا جارہا ہے۔
- یہ نمبر حضرت قبلہؒ کی زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہوگا۔
- اس نمبر میں خانقاہ سراجیہ و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی گویا پوری تاریخ قلمبند ہوجائے گی۔
- یہ نمبر یادگاری نمبرات میں ایک یادگار اضافہ ہوگا۔
- حضرت قبلہؒ کے خدام، خلفاء، حضرت قبلہؒ کے صاحبزادگان، جماعتی رفقاء کے رشحات قلم سے یہ نمبر مزین ہوگا۔
- نمبر کے صفحات ہزار سے کسی طرح کم نہ ہوں گے۔ زیادہ کا کچھ کہا نہیں جاسکتا۔
- نمبر کی مطلوبہ تعداد، مضامین، اشتہار، دیگر جو کچھ آپ درج کرانا چاہیں۔ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، الحاج مولانا عبداللطیف، مولانا قاضی احسان احمد، مکرم رانا محمد انور، کراچی میں اس نمبر کے مرتب کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ کراچی دفتر کے پتہ پر تمام تفصیلات ان حضرات کو مہیا کی جائیں۔
- ماہنامہ لولاک ملتان کا نمبر دفتر کراچی میں مرتب ہوگا۔ لاہور میں مولانا عزیزالرحمٰن ثانی کی زیرنگرانی شائع ہوگا۔
- گوجرانوالہ، سیالکوٹ، سکھر، کراچی، حیدرآباد، کوٹری، کنری، سرگودھا، ٹالہی، گمبٹ، رحیم یارخان، لاہور، کوئٹہ، ژوب، فیصل آباد، چناب نگر کے مبلغین حضرات اپنے اپنے دفاتر کے عمدہ فوٹو تیار کراکر مولانا عزیزالرحمٰن ثانی کو بھجوائیں۔ اب تاخیر نہ کی جائے۔

والسلام!

دعاگو: (مولانا) عزیزالرحمٰن جالندھری

دفتر مرکزیہ ملتان

علماء کرام وخطباء حضرات سے اپیل

ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کیلئے وقف کریں

- عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس ہے۔ چنانچہ امام زین نجیمؒ نے الاشباہ والنظائر ص۱۰۲ پر لکھا ہے کہ: ”اذا لم یعرف ان محمدﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات“ جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آنحضرتﷺ آخری نبی ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔
- آئین پاکستان کی رو سے قادیانی کافر ہیں۔ جبکہ وہ خود کو مسلمان اور امت محمدیہ کو کافر کہہ کر آئین سے بغاوت کر رہے ہیں۔
- تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد تحریک نظام مصطفیٰﷺ، تحریک ایم، آر، ڈی، شیعہ سنی تنازعہ، لسانی قضیہ، عراق، ایران۔ کویت، عراق جنگیں، افغانستان میں روسی پھر امریکی یلغار، سقوط عراق سے سانحہ لال مسجد تک ہوشربا اور سنگین مسائل اور مجبوریوں کی وجہ سے ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور قادیانیت کے احتساب کے عمل کی خطابت میں ثانوی حیثیت ہوگئی۔ حالانکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق حضورﷺ کے اعمال سے ہے اور ختم نبوت کا تعلق حضورﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔
- ختم نبوت کی پاسبانی براہ راست ذات اقدس کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔
- لہٰذا: تمام خطیب حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کم از کم ہر ماہ کا ایک جمعہ مسئلہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کر کے شفاعت نبویؐ کے مستحق بنیں۔ قادیانیت سے خود بچنا اور امت کو بچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

والسلام!

(مولانا خواجہ خواجگان) خواجہ خان محمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ • ملتان - فون: 4514122

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

جامع مسجد حاجی اشرف غلہ منڈی بہاولپور

رد قادیانیت سہ روزہ کورس

نامور علماء ومناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
ان شاء اللہ

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا قطب الاقطاب مخدوم المشائخ
خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ

شیخ الحدیث پیکر اخلاص
حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد حنیف صاحب

زیر نگرانی
جناب الحاج سیف الرحمن صاحب

شاہین ختم نبوت
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد اسحاق ساقی صاحب

مرکزی رہنما
مولانا محمد اسماعیل صاحب شجاع آبادی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا راشد مدنی صاحب

بتاریخ

31 جنوری	اتوار
1	پیر
2	منگل

فروری

بوقت: عصر تا عشاء

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور

قیمت فی شمارہ -/10 روپے
قیمت سالانہ -/100 روپے